ہوشِ دیوانگی

حضرت شیخ سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب مدظلہ
مسترشد حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی رح

شعبہ نشرواشاعت: خانقاہ رحمکاریہ امدادیہ راولپنڈی

ہوشِ دیوانگی

عقل کو نفس کی غلامی سے نکال کر
ایمان کی معراج تک پہنچانے والا کلام

مؤلف

حضرت شیخ سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب دامت برکاتہم

مسترشد

حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

حضرت صوفی محمد اقبال مدنی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد عبد الرحمن صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سید تنظیم الحق حلیمی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سید میاں بشیر کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ڈاکٹر فدا محمد مدظلہ
حضرت مولانا عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ
حضرت حاجی عبد المنان مکی مدظلہ
حضرت میاں اجمل قادری مدظلہ
حضرت مولانا سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی دامت برکاتہم

نام کتاب: ہوشِ دیوانگی

مؤلف: حضرت شیخ سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

موضوع: اسلامی شاعری (حمد، نعت، عارفانہ کلام)

ناشر: خانقاہ رحمکاریہ امدادیہ پبلی کیشنز، راولپنڈی

اشاعت اول: صفر المظفر، 1447ھ، مطابق اگست، 2025ء

صفحات: 268

حقوقِ اشاعت وترویج

اس کتاب کی اشاعت کا مقصد اللہ کی رضا اور اس کے دین کی خدمت ہے۔ لہٰذا، ہر خاص وعام کو اس کتاب کو چھاپنے اور پھیلانے کی عمومی اجازت ہے، بشرطیکہ درج ذیل دو باتوں کا خیال رکھا جائے:

1. کتاب کے اصل متن میں کسی قسم کی کمی، بیشی یا تبدیلی نہ کی جائے۔
2. مؤلف (حضرت شیخ سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب دامت برکاتہم) کا نام اور کتاب کا عنوان "ہوشِ دیوانگی" واضح اور نمایاں طور پر درج کیا جائے۔

ان شرائط کی خلاف ورزی، کتاب کے مصنف اور ناشر کے ساتھ خیانت تصور کی جائے گی اور اس صورت میں قانونی کارروائی کا حق محفوظ رہے گا۔

سید شبیر احمد کاکاخیل، 2025ء

کتاب ملنے کا پتہ

خانقاہ رحمکاریہ امدادیہ

مکان نمبر: CB1991/1، گلی نمبر 4، بالمقابل جامع مسجد سیدنا امیر حمزہؓ،

اللہ آباد، ویسٹرج 3، راولپنڈی، پاکستان۔

فون: 051-5470582

موبائل: 0332-5289274

نقشِ کلام

1. کلامِ عشق 24
کلامِ عشق کی انتہا نہیں ہے

2. عشق کی آگ نرالی آگ ہے 25
عشقِ عشاق کی نقل کرتے کرتے

3. آیا قلم میں پھر سے ہے اک نور آج کل 26
دل اُس کی محبت سے ہے بھرپور آج کل

4. عقل اور عشق 28
میں عقل کے شہروں میں بسیرا نہیں کرتا

5. اللہ کے محبوبوں کی ادائیں 29
دلوں کی دنیا میں ہلچل ہے عقل مغلوب ہے

6. دریائے محبت کا جو تیراک نہیں ہے 30
دل پاک نہیں ہے گر نگاہ پاک نہیں ہے

7. ہوشِ دیوانگی کیا ہے؟ 31
کسی نے پوچھا کہ ہوشِ دیوانگی کیا ہے

8. ایک ہی 32
ایک ہی ہے کہ جو کھلاتا ہے

9. دیوانہ بن جائے 33
دل چاہے کہ بس اُس کا ہی دیوانہ بن جائے

10. گرما ہی دیا 34
گرمئ دل نے تو گرما ہی دیا

11. مرے دل کی تپش کو جان لو نا 35
مرے دل کی تپش کو جان لو نا، جو بات کروں وہ مان لو نا

12. ہم بس اللہ کے دیوانے بنیں 36
دنیا کھیتی ہے آخرت کی مگر، ہر محبت بھی اِس کی ہے پُر خطر
13. عشق اور عقل میں تعلق 37
عشق دیوانگی سکھائے ہے
14. عشق چھپا کر دیکھیں 38
عشق چھپانا ہے چھپا کر دیکھیں
15. کاسہ دل پیشِ جاناں کردیا 40
جس نے اپنا کاسۂ دل پیشِ جاناں کردیا
16. عشق چاہے کبھی حجاب نہیں 42
عشق چاہے کبھی حجاب نہیں
17. عشق کی دنیا اور ہی ہے 43
یہ عشق کی دنیا اور ہی ہے، یہ پیار کی دنیا اور ہی ہے
18. لَو اُس کے ساتھ ہی لگانی ہے 44
دین میں آسانی ہی آسانی ہے
19. جذب 46
جذب سے رو بہ ترقی ہونا
20. قلندری 47
جو جھکا نفس کے آگے کیا قلندری جانے
21. نورِ حق 48
حق جو ہے اس کے سامنے کون ٹھہرے
22. نفس کا مرید 49
نفس کے ہاتھوں میں اگر عقل کسی کی آئے
23. زندہ دلی کی شرط بیداریٔ دل 50
لاہور میں ٹریفک کے جو اطوار نظر آئے

24. بزرگوں کی بارانِ التفات 51
آسماں پہ ایک دن تھے کچھ بادل سے چھا گئے

25. چشمِ تر کی زباں 52
جو کہے نفس، اس پہ جو جائے

26. درسِ حقانیت 53
خیال رکھنا دل میں خوب ہے اس شیطان کی شیطانیت کا

27. آمدِ شعر 54
آمدِ شعر کو آورد کی ضرورت ہی نہیں

28. اپنے دل میں اُسے بسانے میں 55
نہ تھا اختیار اپنے آنے میں

29. فانی سے جو ہے پاس، تُو باقی بنانا سیکھ 57
چپکے سے دل میں مجھ کو اشارہ سا ملا ہے

30. جس دل میں عشق نہ ہو، وہ دل ہی نہیں 59
عشق کا راستہ مشکل ہی نہیں

31. اب اور بھی مٹوں 61
میں خاک ہوں کہ راکھ ہوں اور ہوں کہ نہیں ہوں

32. مجذوب 62
یہ ہے مانا جذب سے ہے مجذوب

33. فنا فی الشیخ 65
فنا فی الشیخ کا رتبہ اگر ہو

34. فنا فی الرسول 67
جو شیخ اتباع میں سنت کی مشغول ہو

35. فنا فی اللہ 69
راستہ جس کو دوامی اگر سنت کا ملے

36. کیسے یہاں پہ خیر کوئی بو نہیں سکتا؟ 70
جب بوجھ آخرت کا کوئی ڈھو نہیں سکتا
37. تفویض 71
یہ خوف و ڈر اور وسوسے جو ترے دِل میں ہیں
38. اُسی ایک کا خیال 72
نظروں میں اب مری ہے اُسی ایک کا خیال
39. نقشے فنا کے 73
اِن حُسن کے ہم عارضی نقشوں کو کیا کریں
40. ہوشِ دیوانگی کو روکنا نہیں 74
مرے گر ساتھ نہیں کوئی تو کیا ہوتا ہے
41. سجن کو بھول جانا نہیں 75
سجن کی دنیا دیکھ تو لے پر سجن کو بھول جانا نہیں
42. دنیا 76
بے وقوفوں کی یہ دنیا بھی ہے عجیب دنیا
43. جو تو سنتا ہے مری بات نہیں 77
قلم اپنا تو اپنے ہاتھ نہیں
44. آتشِ عشق کو لوں کیسے چھپا 78
ہوشِ دیوانگی کو دیکھ ذرا
45. زندگی اور عشق 79
زندگی عشق کا سفر ہے اک
46. منزلِ عشق 80
منزلِ عشق میں حائل رکاوٹیں کیا ہیں
47. اہلِ نظر کون ہے؟ 82
دیکھتے سب ہیں مگر ان میں دیدہ ور کون ہے؟

48. تب بنے کام 83
تب بنے کام کہ ہم اُس کے ہی دیوانے بنیں

49. درسِ زندگی 84
خدا بچائے اس سے ہم کہ خود کو ضائع کریں

50. دستورِ حیات 86
موت کے وقت خدا کی رضا کی آس ہو ہمیں

51. کچھ نہ ہونے کو کروں پیش لٹانے کے لیے 87
کٹ کے آیا ہوں سب سے، تجھ کو اپنانے کے لیے

52. کیا شان ہے سنت کی سادگی کی 89
پوچھو نہ مرا حال کہ یہ خام بہت ہے

53. رنگِ تقدس کا توڑ 91
جب رنگِ تقدس غالب ہو تنقید کی کمر ٹوٹ جاتی ہے

54. دعوے چھوڑو، عمل پہ آؤ 92
جو کہ دعوے ہیں ان کو چھوڑ سارے

55. ذرا 93
عشق میں ڈوبے ہوئے اشعار کچھ سناؤں ذرا

56. حمدِ باری تعالیٰ 95
مجھ سیاہ کار پہ کرم کرے کریم اللہ

57. کیسے بتاؤں نہیں 96
کہوں سب میں کیسے یہ جانوں نہیں

58. توبہ اور خود احتسابی 98
مارے جائیں گے جس کے ساتھ وہ حساب کرے

59. عمل سے زندگی بنتی ہے 99
جو کام تیرے حوالے ہے اسکو کرنا ہے

.60 طاقتِ عشق	100
جو عشق کی باتیں کرتے ہیں	
.61 صحبتِ عشاق	102
اس عشق کی راہ میں کھونا ہی پانے کا سبب بن جاتا ہے	
.62 فانی کے بدلے دوام	103
یہ عشق کی دنیا ہے اسے تھام لینا ہے	
.63 وہ دل نہیں رہا	104
جس دل میں وہ نہیں ہے تو وہ دل نہیں رہا	
.64 داغِ محبت	106
دل کو اب داغِ محبت ہی ملے	
.65 عشق کی تاثیر	107
عشق کی تاثیر کچھ عجیب ہی ہے	
.66 رسمِ وفا	108
اے دل کبھی بھی غیر پہ تکیہ نہیں کرتے	
.67 کیسے رہوں دل میں اُسے مہماں کیے بغیر	109
دل خوش نہ ہو کبھی غمِ جاناں کیے بغیر	
.68 کیا خوبصورت ملاقات رہی	111
کیا خوبصورت ملاقات رہی	
.69 وہ ہی دیتا ہے جو وہ دیتا ہے	113
اپنا بیان اپنا بیان نہیں	
.70 فقط ترا کرم ہے مولا	115
فقط ترا کرم ہے مولا کہ ہم بھی اِس راہ پہ چل رہے ہیں	
.71 پتھر کی لکیر	116
جو نہ چاہے تو اس کو کیا دینا	

72. تعلق اُس کا کر حاصل خُدا را 117
تعلق میں خدا کی خیر سارے
73. عشق کی اور عقل کی ترتیب 118
اک عشق کی ترتیب ہے، اک عقل کی ترتیب
74. زورِ ایمان 119
زور ایمان کا کسی طرح بڑھانا ہو گا
75. مقناطیسِ دنیا 120
یہ چھوٹے چھوٹے مقناطیس جو دنیا کے ہیں
76. دین و دنیا کا معرکہ 122
دین و دنیا کا ہو بھلا کیسے
77. فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ (اپنے جوتے اتار دو) 124
حُسن حُسنِ ازل کا ہے مستور
78. پھٹی جھولی ہے اپنی 125
یاالٰہی تو اپنا شوقِ ملاقات دے دے
79. عملی تُو بنا دے 127
دل سے مشغول میں اعمال میں رہوں
80. پلا ساقی ہم کو 128
پلا ساقی ہم کو شرابِ محبت
81. دل والوں کی باتیں 129
وہ دل والوں سے پوچھنی ہیں، جو دل والوں کی باتیں ہیں
82. دل مرا حُسن کا دیوانہ 130
دل مرا حُسن کا دیوانہ اگر ہے تو رہے
83. تو کر حوالے اُس کے 131
جب اُن کی نظر دل پہ ہو مشکل کیا رہے

84. عشق کے روپ میں فاسق نہ بنانا خود کو 132
آتشِ شوقِ معصیت سے بچانا خود کو

85. مکر کا دور 134
مکر کا دور ہے مکار چمک جاتے ہیں

86. کلامِ خسرو کا منظوم ترجمہ: سید شبیر احمد کاکاخیل 136
نہ جانے کیا تھی وہ منزل، گزشتہ شب جہاں تھے ہم

87. اللہ سے ملا دیتے ہیں 137
دل کی دنیا کا کوئی کشتہ کھلا دیتے ہیں

88. دنیائے عشق کی پیاری باتیں 139
عشق کی دنیا کی یہ پیاری باتیں

89. ملا طوافِ وداع میں پیغام 140
کاش اپنی بھی زندگی بدلے

90. منصبِ عشق 141
مطربِ عشق کو ہلاتے رہو

91. مرے دل میں تو اب سما جانا 142
مرے سوچوں پہ اب تو چھا جانا

92. طریقِ عشق اور حسین رضی اللہ عنہ 144
شبیر عشق میں اپنا جو سر کٹا کے چلا

93. عشق اور حسین رضی اللہ عنہ 145
حسین عشق کا سردار حسین

94. امام حسین رضی اللہ عنہ 146
ایک ناداں نے حسین کے بارے میں

95. نامِ شبیر 147
نامِ شبیر نے ہم کو شبیر سے ملایا

96. اصلاحِ نفس کا اہتمام نفس کی اصلاح کا جتنا بھی اہتمام ہو گا	148
97. نفس کی اصلاح سے غفلت حیرت ہے نفس کی اصلاح سے کیسے ہیں غافل	149
98. اصلاحِ نفس سے غفلت کے نتائج غزل کی دنیا میں برپا ہے انقلاب آجکل	150
99. میرے اشعار مِرے اشعار سے کوئی اگر ہٹائے نظر	151
100. تصور کی نرالی دنیا یہ تصور کی جو دنیا ہے نرالی دنیا	152
101. تصور میں علاج تصور ہی تصور میں علاج اپنا ذرا کر لو	153
102. تصوف عملی ہے جو ہو دشمن ازلی اس کو منا لینا کہاں	154
103. اعتدال اصلاحِ نفس کا بنیادی نکتہ ہے اعتدال	155
104. عشق اگر دعویٰ ہے تو عمل اس کی دلیل ہے دل محبت سے ہے مجبور روئے گا تو سہی	157
105. دیدِ قصور فخر احوال پہ نہیں، فخر اعمال پہ نہیں	158
106. سالک مجذوب سالک جہاز اڑنے سے پہلے ٹیکسی کرے	159
107. ہمت ہمت کو جو اختیار میں اختیار کرے گا	160

108. ہے تری رحمت زیادہ 162
اپنی کوتاہیوں پہ ہے مجھے خجلت زیادہ
109. عاجزی 164
کام کرنے کا کیا خوب سلیقہ ہے عاجزی
110. ہمارا اصولِ تصوف 165
اپنے اصولِ تصوف میں کچھ بیان کروں
111. وہی جیسا چاہے تو لکھے قلم وہ 167
خدا جب اتارے کلام اپنے دل پر
112. جب ہو مدد خدا کی 168
بجلی گرائے کوئی بھی ہم ڈر نہیں سکتے
113. اظہارِ محبت 169
دل اُس کی محبت میں گرفتار ہوا ہے
114. اصلی شکر 170
شکر ایسا ہو کہ منعم کو بھی تو پا جائے
115. شکر کیسے کروں؟ 171
شکر کرنا بھی میں چاہوں تو شکر کیسے کروں
116. جذباتِ شکر 172
اپنے جذبات شکر کے ادا میں کیسے کروں
117. عشق کے دو طرق: صبر اور شکر 173
صبر میں دل کو تو راضی بہ رضا پا جائے
118. زندگی 174
زندگی برف کی مانند پگھلتی جائے
119. آج کی بات 175
سہولتوں کی جو دنیا ہے داغدار ہے آج

120. یہ وقت کام کا ہے 176
وقت آرام کا نہیں ہے یہ وقت کام کا ہے
121. قلم قریب ہو 178
قلم قریب ہو وارد کہیں نہ در آئے
122. فیضانِ نسبت 179
بیٹھے ہیں پہلو میں دادا کے ہم آرام کے ساتھ
123. جام بھی، پیغام بھی 180
جس نے دیا ہے جام مجھے کہہ اس نے دیا پیغام میں
124. اک بار ہی ملتی ہے زندگی 181
گزرے بھلی اک بار ہی ملتی ہے زندگی
125. کچھ سرزنش کچھ نصیحت 182
ان کو ہی دینا ہے جن کے لیے کہا جائے
126. مانگنا ایک ہی سے ہو 183
بے عزتی ہے جو مخلوق پہ نظر رکھے
127. دنیا یا آخرت 184
زیاں ہو دنیا کا جب آخرت کی چاہت ہو
128. چھوڑ دے 185
اپنی پاکی پہ جو ہے نظر چھوڑ دے
129. اُس پہ ہے اعتبار بہت 186
نفس کا مارا ہوں ہے دامن مرا تار تار بہت
130. مجاہدۂ نفس 187
نفس نہ چاہے مجاہدے کی راہ
131. مجاہدہ کا طریقہ 188
نفس کو کہنا مجاہدے کو مان

.132 کیفیتِ احسان 189

جان لے جان ہی سے ہے جان میں جان

.133 مجاہدہ اور مشاہدہ 190

مشاہدہ مشاہدہ، مجاہدہ مجاہدہ

.134 سفید بال 191

سفید بال ہوئے جاتے ہیں

.135 جان لوں حقیقت اپنی 193

کاش میں جان لوں حقیقت اپنی

.136 امت سے ایک خطاب 195

کیا ہم دنیا میں بس کھانے کے لیے آئے ہیں

.137 روحانی سفر کا نقشہ راہ 197

علم کی روشنی میں دیکھ ذرا کہ تربیت کی اہمیت کیا ہے

.138 تلخ باتوں کا مزہ 198

دعائیں شیخ کی ہم چاہتے ہیں تلخ باتوں کا مزہ اور ہی ہے

.139 خبردار 199

شیخ کہے کچھ اور نفس کچھ اور کرے

.140 نشۂ دنیا 201

نشے میں دنیا کے جو چور ہوئے جاتے ہیں

سفرِ حج کی کیفیات

.141 پیار کے رستے کا سفر 203

پیار کے رستے کا پیارا یہ سفر

.142 شکر ہے آپ کے بلانے کا 204

شکر ہے آپ کے بلانے کا، شکر اِسکا کروں میں کیسے ادا

.143 مِنیٰ کو چلنا 205

اب منیٰ کو ہے ہمارا چلنا

144. سُرورِ عشق 206
سُرورِ عشق سے مسرور ہوا جاتا ہوں
145. جمعے کا حج 207
جمعے کا حج ملا ہم کو فضل اُس کا عطا اُس کی
146. عشق کی جولانیاں 208
حج کریں جو دیکھنی ہوں عشق کی جولانیاں
147. حج کی اک کیفیت 209
زخمی پاؤں سے حج تیرے کرنے پہ پیار اُس کو حاجی سنو کتنا آیا ہو گا
148. حج ایک البیلی عبادت 210
حج ایک البیلی عبادت ہے مگر
149. پاؤں پہ چھالے 211
پاؤں پہ چھالے ہیں عشق کی نشانیاں
150. آنکھوں میں بسا لوں کعبہ 212
دل تو چاہتا ہے کہ آنکھوں میں بسا لوں کعبہ
151. طواف 213
اے دل کہاں طواف میں تھکن کا خیال ہو
152. رَمی 214
شیطان کو پتھر مارنے سے تجھ کو ملا پیغام کیا؟
153. صفا و مروہ کی سعی 215
صفا و مروہ پہ دوڑے تھے آپ تو کیا پایا؟
154. پیدل حج 216
ملی پیدل حج کی ہمت، اِس پہ ہے شکر ترا
155. صحبتِ حرم 218
حرم کی صحبتیں ملنے لگی ہیں

156. حرم شریف میں آخری ایام 219

جمعہ کا دن ہے کعبے کا حرم ہے

157. بابِ قبولیت 220

حرم پاک ہے مانگیں دعائیں

158. نیتِ عمرہ 221

نیت عمرے کی کی، اللہ اِسے آسان کرے

159. کعبہ منور 222

کہاں کم مایا شبیؔر اور کہاں کعبہ منور

160. دیدارِ کعبہ کا اثر 223

کاش کعبہ کی حقیقت معلوم ہو جائے

161. میں کعبہ دیکھ لوں دل سے 224

ہے قرب کعبے کا، کر دے اب مجھے تو باخبر دل کا

162. طواف کیا ہے 225

طواف کیا ہے، اک اندازِ والہانہ ہے

163. تجلیاتِ کعبہ 226

قریب کعبہ ہے اس کی تجلیات ہیں نصیب

164. عمرہ حضوریٔ قلب کے ساتھ 227

تھکن سے عمرے میں حضور کہاں ہوتا ہے

165. عمرہ اور نفلی اعمال کا قرینہ 228

نفلی اعمال میں ہے نشاط مطلوب

166. آماجگاہِ رحمت کعبہ 229

خدا نے کیا ہی خوبصورت انتظام کیا

167. حرم میں پاؤں کی تکلیف پر 230

تکلیف پاؤں کی حرم میں مبارک ہو تجھے

168. کعبہ دیکھوں یہاں 231

میں کہاں؟ یہ کہاں؟ کعبہ دیکھوں یہاں

169. اک محبت کی نظر کعبے پہ 232

اک محبت کی نظر کعبے پہ ڈالو گے اگر

170. میزابِ رحمت اور رحمۃ اللعالمین ﷺ 233

جمعہ کی رات ہے، کعبہ ہے، ہم درود پڑھیں

171. حجرِ اسود کا ادب اور احتیاط 234

حجر اسود کا چومنا تو مستحب ٹھہرا

172. حجِ اصغر (لبیک سے چشمِ تر تک) 235

چلے ہیں آج صبح دم حجِ اصغر کے لیے

173. نیتِ عمرہ 236

نیت عمرے کی کی، اللہ اسے آسان کرے

174. اُس کا انعام 237

آخری عمرہ اختتام ہوا

175. غمِ فرقت 238

فراقِ کعبہ میں بیٹھا ہوں سر جھکائے ہوئے

176. نظرِ وداعی 239

مکے پہ ڈال وداعی اِک نظر

177. اساسِ دین (بزبانِ فارسی) 240

مرکزِ وحدت و توحید کعبۃ اللہ است

178. اساسِ دین (بزبانِ اردو) 241

ہمارا مرکزِ توحید تو بیت اللہ ہے

179. سبیل پر جھپٹنے کا منظر 242

سبیل عزت سے کوئی ہاتھ میں دے، لینا سنت ہے

180. حج پر بدلنے کی سعادت 243
مبارک ہو تجھے رکھنے کا چہرے پر یہ سنت کی
181. کعبے کا نظارہ 244
فضل تیرا ہی ہے ہوں دیکھتا کعبے کا نظارہ
182. حرم کے مزدور 245
آج مزدور حرم کے دیکھے
183. استغفراللہ 247
کلام کوئی صحیح گر نہ ہو استغفراللہ
184. عوارضِ اعمال کا تریاق 249
کام کریں لوگ جب اُس کام کے فضائل جانیں
185. فکرِ دانا دلِ بینا دے دے 250
یا الٰہی فکرِ دانا دلِ بینا دے دے
186. عشق کا نور 251
عشق کا نور نفس کی خشکی کو جلا دیتا ہے
187. گفتار سے کردار پر لانے کی محنت 252
منہ پہ الفاظ ہیں مگر فکر حقیقت کی نہیں
188. دارالعمل ہے یہ دنیا، جان لے بچھونا نہیں 253
ہے تو مشکل مگر جہاز میں آج سونا نہیں
189. جہاز میں فرض نماز کی فکر میں مجاہدہ 254
نیند اس حال میں بہت پیاری ہے
190. نماز کے انتظار میں اجر 255
نماز کے انتظار میں اجر ہے نماز کا جب
191. کعبہ آنکھوں میں، دل میں مدینہ 256
دل مضطرب ہے یاں سے کہ آج جا رہا ہوں میں

کشمیر میں محبت کا اک سفر

192. اے وادیٔ کشمیر 258
خوبصورتی میں دنیا کی ہے تو جنت نظیر
193. وادیاں عشق کی 259
ہیں بہت سامنے وادیاں عشق کی
194. وادیٔ کشمیر میں ایک دعا 260
خدایا فکر مجھے فکرِ آخرت دے دے
195. تائیدِ الٰہی حاصل کر 262
تائیدِ الٰہی حاصل کر، حاصل ہو تو پرواہ نہ کر
196. دینی کام کے رہنما اصول 263
جو دور ہم سے ہیں اُن کو نہ دور اور کریں
197. خیرِ پنہاں 264
فیصلہ رب کا ہے عجیب پر تُو کیا سمجھے
198. ہم اُس کے بنیں، وہ ہمارا بنے 265
سفر اک مبارک تمام ہوگیا ہے
199. طریقِ نجات 266
رب کے بے انتہا ہیں احسانات
200. راہِ عبدیت 267
توحید کے ساتھ ہم سنت پہ چلیں
201. امانتِ ورود 268
یہ ورود کیا ہے واہ سبحان اللہ
202. منہجِ دیوبند 268
توحید، سنت، فقہ، تصوف ہے دیوبند

تقریظ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ قرآنِ حکیم علوم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بہترین نمونۂ عمل ہے۔ یہی تعلیمات اس دورِ جدید میں درپیش مسائل کا سب سے مؤثر حل اور رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ محترم جناب سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب کی تمام تر شاعری ان ہی احساسات و جذبات کی مظہر ہے۔ وہ عوام ہوں یا خواص سب میں روحانیت کا فقدان، مذہب سے دوری، دنیا سے محبت اور نفس پرستی دیکھ رہے ہیں۔ ان کی شاعری دراصل ایسی کاوش ہے جس کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے حبِ دنیا کی تاریکی دور ہو جائے، اور اس کی جگہ حبِ الٰہی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہو جائے۔

محترم جناب سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب کی کتاب "ہوشِ دیوانگی" کا مضمون بلند پایہ اور لاجواب ہے۔ عشق کی دیوانگی میں ہوش کا ملنا معجزے سے کم نہیں۔ ؎

عقل کونے میں کھڑی حیران تھی
عشق نے راستہ بنا ہی دیا

کیا سادگی و پُرکاری ہے۔ ان کے یہاں عشق سے محرومی کم نصیبی کے مترادف ہے۔ اللہ سے شوقِ ملاقات میں دل گریاں اور آنکھیں نم رکھنا، فرقۂ ضال سے بچنا اور انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہونے کی تمنا ان کی شاعری کا مقصود ہے۔ کہیں امیر خسرو کے کلام کا منظوم اردو ترجمہ اور کہیں سفرِ حج کی کیفیات کو شعری قالب میں ڈھالنا کہ پڑھنے والا حج کے سفر کی تیاری کے لیے آمادہ ہو جائے۔

حضرت سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب کی شاعری مکمل طور پر اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، سنتِ نبوی پر عمل، دنیا کی رغبت سے بے نیازی، نفس اور شیطان کے فتنوں سے حفاظت، اور اللہ کی رضا میں راضی رہنے جیسے اعلیٰ اوصاف کی مظہر ہے۔ یہی اصل زندگی ہے۔

یہ زندگی تو تیری امانت ہے الٰہی
بن تیری عبادت کے میں اس کا کیا کروں

حضرت کا یہ صوفیانہ کلام واقعی الہامی کلام لگتا ہے۔ یہ کلام شاعری ہی نہیں بلکہ ایسا درس بھی ہے جس سے انسان خود کو پہچان کر، اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو اور اللہ کے محبوب کی محبت اور سنتِ نبوی اختیار کرکے خود کو شر سے بچا سکتا ہے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مسز حسینہ قمر، پروفیسر (ریٹائرڈ)
(گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، راولپنڈی)

پیش لفظ

الحمد للہ، یہ اردو شاعری کا چوتھا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ جب تین کتابیں مکمل ہو گئیں تو میرا مزید شاعری کرنے کا ارادہ نہیں تھا کیونکہ شاعری میرے نزدیک محض ایک ذریعہ ہے، مقصد نہیں۔ میری دانست میں جتنی اس کی ضرورت تھی وہ پوری ہو چکی تھی، اس لیے مزید شاعری کا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن پچھلے سال حج پر جاتے وقت جوں ہی احرام باندھا تو لگاتار تین غزلیں ایسی وارد ہوئیں کہ ان کے آگے میں بے بس ہوگیا جن میں یہ اشعار بھی تھے

زبانِ عشق کی انتہا نہیں ہے
دیکھنا رکنا اِس سے اچھا نہیں ہے
روک لے اِس کو یہ کیا کہتے ہو
یہ کسی اور کا ہے تیرا نہیں ہے
لینا اُس سے ہے اُس سے خوب لینا
ارے ناداں اُس کے پاس کیا نہیں ہے
جام لبریز پلا بھر بھر کے
کتنوں کو تو نے پلایا نہیں ہے
رخ ذرا کرنا اُس کی جانب اور
ابھی تو جوش اِس میں آیا نہیں ہے
جذب سے پایۂ شریعت تھام
یہ ہے دوسرا جو راستہ نہیں ہے
ہوشِ دیوانگی سے کام لے شبیرؔ
فیض سے محروم یہ ادا نہیں ہے

اس قسم کی مزید غزلیں بھی ہیں جن کو یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا وہ آپ خود کتاب میں ان شاء اللہ پڑھ لیں گے۔ البتہ اس غزل سے بھی جو پیغام تھا وہ سمجھ میں آگیا تھا اور وہ یہ ہے کہ جو میں اس کے بارے میں سمجھ رہا تھا وہ ناکافی تھا۔ وہ یہ کہ میں سمجھ رہا تھا کہ یہ شاعری میں کر رہا ہوں، پتہ چلا نہیں یہ کروائی جارہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ جو کچھ اب تک ہوا ہے، وہ ناکافی ہے، ابھی اور بھی آرہا ہے الحمد للہ۔ تیسری بات اُس کے پاس کمی نہیں کہ تو نے بس کرلیا، پس مجھے اس کی طرف مزید متوجہ ہونا چاہیئے، ان شاء اللہ اور بھی ملے گا، نیز یہ کہ ابھی اور بھی بہت سارے لوگوں تک یہ آواز پہنچانی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسی غزل میں ایک اور پیغام مل گیا، ایک نئی اصطلاح کی صورت میں، اور وہ ہے: ”ہوشِ دیوانگی“ یعنی دیوانگی کا ہوش۔ ہے تو عجیب بات، کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن اس پر غور کرنے سے جذبی علوم کے سمندر تک رسائی ہوگئی اور وہ یوں کہ جیسے زمین کی کشش سے نکلنے کے لیے راکٹ کی رفتار تقریباً پچیس ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہونی چاہیے، ورنہ نہیں نکل سکے گا، اس طرح نفس کی کشش سے نکلنے کے لیے دیوانگی کی حد تک اللہ کی محبت ہونی چاہیئے تب نفس کی کشش سے نکلا جاسکے گا اور ایک دفعہ جب کوئی نفس کی کشش سے آزاد ہو جائے تو پھر نفس زدہ عقل سے آدمی نکل آتا ہے اور عقلِ ایمانی کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اسی کو ہوشِ دیوانگی کہتے ہیں۔

جس کو علامہ اقبال نے اس شعر میں یوں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

یہاں عقل سے علامہ اقبال کی مراد عقلِ نفسانی ہے۔ عقلِ نفسانی قربانی کے لیے تیار نہیں ہوتی لیکن یہ فارمولا عقلِ ایمانی پر منطبق نہیں کیا جاسکتا اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہوشِ دیوانگی عقلِ ایمانی کے حصول کو کہتے ہیں جو کہ براستہ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ ہوتا ہے، جو انبیاء علیہم السلام کو بدرجہ اتم حاصل ہوتا ہے اور امتیوں کو حسب ظرف حاصل ہوتا ہے۔ پس "ہوشِ دیوانگی" علامہ اقبال کے تصور کی ترقی یافتہ صورت ہے، جس میں نفس عقل کی نفی نہیں، البتہ اس خاص عقل کی جو نفس سے اثر لیتی ہے کی نفی ہے۔ تصوف کی 'مجذوب سالک' کی اصطلاح اس کے زیادہ قریب ہے۔ ہمارے سلسلے کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس میں 'سالک مجذوب سالک' کے ذریعے اصلاح کی جاتی ہے۔ جیسے جہاز پہلے ٹیکسی کرتا ہے پھر اڑتا ہے پھر اتر کر ٹیکسی کرکے منزل پر پہنچاتا ہے۔ اس پر اس کتاب میں ایک غزل بھی ہے جو صفحہ نمبر 159 پر درج ہے۔

احقر کے خیال میں علامہ اقبال کے ساتھ کچھ یہی صورت حال پیش آئی تھی، کہ ان کو کچھ لوگوں نے تو ملحد کہہ دیا اور کچھ نے ان کی اصطلاحات کی من مانی تشریحات کرلیں، جس سے وہ اصل حقیقت سے نہ صرف خود دور ہوئے، بلکہ اوروں کو بھی دور کررہے ہیں۔ یہ بات اس لیے ضروری ہے کہ علامہ اقبال کو اچھا کہنا اگر ضروری ہے تو دین کی بنیادوں کو صحیح کہنا اور اس کو اباحیت اور انانیت جیسے مہلک خیالات سے بچانا اور بھی ضروری ہے۔ الحمدللہ خودی اور بیخودی کی تشریحات جو احقر کی کتاب "پیغامِ محبت" میں ہیں اور یہ جو ہوشِ دیوانگی کی اصطلاح اس کتاب میں ہے، ان سے ہمیں علامہ اقبال کی بات بھی سمجھ میں آجاتی ہے اور دین کی بنیادوں پر بھی حرف نہیں آتا۔

اس کتاب کے پہلے حصے میں عشقِ حقیقی کی اہمیت، افادیت، آفاقیت اور کیفیات کا بیان ہے اور اس کا دوسرا حصہ اس کے اثرات کے لیے مختص ہے۔ چونکہ ان کیفیات کی ابتدا حج کے موقع پر ہوئی تھی اس لیے خانہ کعبہ، ارکانِ حج اور آپ ﷺ کے در پر حاضری کی کیفیات ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ اس مضمون پر مشتمل کتاب کو ترتیب دینا سب سے مشکل کام ہوتا ہے، پس اس کی ترتیب میں اگر کوئی خوبی پائی گئی تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے، اور جو نقص ہے وہ بندے کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جملہ برکات بغیر کسی استحقاق کے نصیب فرمائے، تقصیرات معاف فرمائے اور اس کا فائدہ سارے مسلمانوں کو پہنچائے۔ آمین ثم آمین

سید شبیر احمد کاکاخیل

خادمِ سلاسل سلوک وطریقت، خانقاہ رحمکاریہ امدادیہ، راولپنڈی

1435ھ / 2014ء

کلامِ عشق

1

کلامِ عشق کی انتہا نہیں ہے
دیکھنا رکنا اِس سے اچھا نہیں ہے

لینا اُس سے ہے اُس سے خوب لینا
ارے ناداں اُس کے پاس کیا نہیں ہے

جام لبریز پلا بھر بھر کے
کتنوں کو تو نے پلایا نہیں ہے

رخ ذرا کرنا اُس کی جانب اور
ابھی تو جوش اِس میں آیا نہیں ہے

جذب سے پایۂ شریعت تھام
یہ ہے دوسرا جو راستہ نہیں ہے

ہوشِ دیوانگی سے کام لے شبیؔر
فیض سے محروم یہ ادا نہیں ہے

عشق کی آگ نرالی آگ ہے

2

عشقِ عشاق کی نقل کرتے کرتے
اُن میں شامل ہوا میں ڈرتے ڈرتے

پھر زیبِ تن کیا لباسِ عشق جب
پھر سے کہنے لگا میں چلتے چلتے

عشق کی آگ نرالی آگ ہے
دل بن گیا ہے اِس سے جلتے جلتے

جو کہ آشنا نہیں ہیں اِس آگ سے
رہ وہ جائیں گے ہاتھ ملتے ملتے

اُس کا کہلاؤں، ملوں اُس سے شبیّر
یوں میں ناچیز، اُس کا دم بھرتے بھرتے

آیا قلم میں پھر سے ہے اک نور آج کل

3

دل اُس کی محبت سے ہے بھرپور آج کل
آیا قلم میں پھر سے ہے اک نور آج کل

جیسے لباسِ عشق زیب تن کیا میں نے
دل چاہے کچھ لکھوں میں پھر ضرور آج کل

شوریدہ سری پھر سے اٹھانے لگی ہے سر
دریائے جذب سے جو ہوں مجبور آج کل

جو دل کی ہے آواز اسے روکنا نہیں
رکنا قلم کو کیسے ہو منظور آج کل

اِس عشق کی دیوانگی میں ہوش یہ ملا
میں نفس کی چاہتوں سے ہوا دور آج کل

دو چادروں میں ننگا کیے سر میں چل پڑا
پابندیِٔ تکلف سے ہے نفور آج کل

جب نقل یہ عشاق کی ایسی ہے تو شبیّر
مل جائے تو کیا ہو جو ہے مستور آج کل

عقل اور عشق

4

میں عقل کے شہروں میں بسیرا نہیں کرتا
اور عشق کے صحراؤں سے نکلا نہیں کرتا

یہ عشق کا خادم ہو تو ہاتھ چوم لوں اِس کے
کینہ میں دل میں عقل سے رکھا نہیں کرتا

میں ظرفِ شریعت میں بھروں عشق کا شربت
عقلِ نفس سے ہاتھ ملایا نہیں کرتا

جو عشق کی اداؤں پہ مرمٹا نہیں اُس کو
اشعارِ جذب و عشق سنایا نہیں کرتا

عشاق کی اداؤں کا میں شیدا ہوں اے شبیؔر
کم ظرف کو کبھی بھی پلایا نہیں کرتا

اللہ کے محبوبوں کی ادائیں

5

دلوں کی دنیا میں ہلچل ہے عقل مغلوب ہے
دل کی دنیا کے لیے موسمِ حج کیا خوب ہے

عقل کی آنکھیں بند کرکے دل سے دیکھ لینا
اِس کا ہر رکن کیا ہے اور کس سے منسوب ہے

جس کو اِس حج میں بھی دنیائے عشق نظر نہ آئے
آنکھیں دل کی اُس کی بند، عقل کا آشوب ہے

اُس کو اللہ کے محبوبوں کی ادائیں نہ بھائیں
کیونکہ دنیا کے فیشنوں سے خوب مرغوب ہے

حج کا ہر رکن پھر بے سمجھے ہی کرے وہ شبیّر
دل کی دنیا کے لیے عقل کا یہ جاروب ہے

دریائے محبت کا جو تیراک نہیں ہے

6

دل پاک نہیں ہے گر نگاہ پاک نہیں ہے
غیر محرم دیکھنے کی جس کو باک نہیں ہے

پتھر کی طرح سخت ہے پاکی نہیں اس میں
جس دل میں بھی حُبِ شاہِ لولاک نہیں ہے

معمور محبت سے دل کسی کا اس کا ہو
دنیا میں رہنا اس کا خطرناک نہیں ہے

کیسے عقل کو نفس کے اثر سے رکھے وہ دور
دریائے محبت کا جو تیراک نہیں ہے

وہ اہل رفعتوں کا بنے کیسے اے شبیؔر
جو اُس کی محبت سے ہوا خاک نہیں ہے

ہوشِ دیوانگی کیا ہے؟

7

کسی نے پوچھا کہ ہوشِ دیوانگی کیا ہے
عرض کیا میں نے عبدیت، سپردگی کیا ہے

فلسفۂ عشق سے یہ ہوتا ہے حاصل عاشق کو
اس سے جانے ہے وہ عاشق کہ بندگی کیا ہے

عشق نے اُس کو کائنات سے کیا غافل
کون جانے دل کا اس کا عالمِ مستی کیا ہے

اِس سے حاصل ہوئی عاشق کو عشق میں یکسوئی
جان لیا اِس سے اُس نے یہ کہ زندگی کیا ہے

قلب جب درست ہو تو عقل کرے کام صحیح
جان لے دل سے کہ غلط کیا صحیح کیا ہے

دل میں اللہ ہو، اللہ کے لیے کام ہو، شبیّر
تب سمجھ آئے ضرورت ایسے ہوش کی کیا ہے

ایک ہی

8

ایک ہی ہے کہ جو کھلاتا ہے
حق کا وہ راستہ دکھاتا ہے

جو کہ دشمن ہے ازلی اپنا
جس کو وہ چاہے وہ بچاتا ہے

ہم اگر رستے سے بھٹک جائیں
وہ ہمیں راستے پہ لاتا ہے

اس کو آنکھوں سے کوئی دیکھ نہ سکے
اپنے عاشق کے دل میں آتا ہے

حُسنِ دنیا پہ جو دھوکہ کھائیں
ان کو بھی وہ ہی تو سمجھاتا ہے

یہ بھی اس کا ہی فضل ہے اے شبیؔر
یہ جو تو لوگوں کو بتاتا ہے

دیوانہ بن جائے

دل چاہے کہ بس اُس کا ہی دیوانہ بن جائے
جو شمعِ حق ہے اُس کا ہی پروانہ بن جائے

جو خالی اُس کی یاد سے ہے دل کہاں رہے
وہ دل تو کچھ ہی دیر میں ویرانہ بن جائے

کچلے جو نفس کو اور کرے دل ذکر سے آباد
وہ دل تو معرفت کا ایک خزانہ بن جائے

"اللہُ اللہ" کی ضربوں سے دل کا اور عرش کا
اک جوڑ بنے اور نور کا تانا بانا بن جائے

عاشق کی عشق کی لے میں جب فریاد نکلتی ہے
وہ اُس کی مغفرت کا اک بہانہ بن جائے

حُسنِ ازل کا عشق جب بیاں کرے شبیؔر
تو اس کی غزل عشق کا اک پیمانہ بن جائے

گرما ہی دیا

10

گرمیٔ دل نے تو گرما ہی دیا
اس کی محفل میں پہنچا ہی دیا

مجھ کو دیوانگی کے اِس ہوش نے
رستہ محبوب کا سمجھا ہی دیا

فَاذْكُرُونِي کا جواب أَذْكُرْكُمْ
اُس نے بھی یاد تو فرما ہی دیا

ہاتھ جوڑنے نے، چشمۂِ چشم نے
آخرش آگ سے بچا ہی دیا

عقل کونے میں کھڑی حیراں تھی
عشق نے راستہ بتا ہی دیا

غزل ہائے ہوشِ دیوانگی نے
دل والوں کو شبیؔر تڑپا ہی دیا

مرے دل کی تپش کو جان لو نا

11

مرے دل کی تپش کو جان لو نا، جو بات کروں وہ مان لو نا
کب تک بھلائے رکھو گے اُسے، اُس کو تو اب پہچان لو نا

دل کب تک ویراں رکھو گے اب ذکر سے کر آباد اِسے
جب نفس کرے کچھ زور تو اس پر زہد کا چاقو تان لو نا

دنیا کے بکھیڑے لانے نہیں، ہو شیخ کے حضور جب بیٹھے تم
ہوشیار رہنا اس سے، شیخ سے کیفیتِ احسان لو نا

دنیا کے لیے تو در در تم جب ہاتھ پھیلائے رکھتے ہو
تو نفس اور شیطاں کو مارنے اس جہد میں کچھ خاک چھان لو نا

اِس جگ میں کب تک رہنا ہے، اِس سے اک دن جانا ہے شبیؔر
اُس جگ واسطے پیارے بھائی کچھ اچھا سا سامان لو نا

ہم بس اللہ کے دیوانے بنیں

12

دنیا کھیتی ہے آخرت کی مگر، ہر محبت بھی اِس کی ہے پُر خطر
چونکہ مطلوب نفس کو ہے یہ، ہر عضو پر رہے گا اِس کا اثر

دل میں یہ ہو تو پھر تباہ ہے دل اور سارے جسم کا بادشاہ ہے دل
زندگانی کے سارے کاموں پر چھاپ اس کی بھی ہوتی ہے معتبر

کیسے نکلیں پھر اس کے دام سے ہم، جال چاروں طرف ہیں سخت اس کے
حوصلہ چھوڑ دیں عالی حوصلہ، زور دیکھتے ہیں جو اس کا اس قدر

ہاں مگر ایک طریقہ ہے کہ ہم بس اللہ کے دیوانے بنیں
اس سے انجانے بن کے، عشق سے کریں بیخ کنی اس کی پوری ہم برابر

ایسی دیوانگی ہے مطلوب شبیرؔ أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ سے ماخوذ
کیونکہ اس سے ملے جو ہوش وہی تو ہے مطلوب اور اس کا ثمر

عشق اور عقل میں تعلق

13

عشق دیوانگی سکھائے ہے
عقل کچھ راستہ بتائے ہے

عشق اور عقل میں تعلق جو ہے
ہوشِ دیوانگی وہ لائے ہے

گرد کعبہ کے خوب گھوم جانا
یاد اس کی اگر ستائے ہے

راستہ یہ دل کا ہے اِس پر جانا
تجھے محبوب سے ملائے ہے

وہ یہاں جی لگا سکے کیسے
خیال اُس کا ہی جو جمائے ہے

تیرے اشعار تو موتی ہیں شبیؔر
کون قلم پر یہ ترے لائے ہے

عشق چھپا کر دیکھیں

14

عشق چھپانا ہے چھپا کر دیکھیں
جہد اس میں خوب اپنا کر دیکھیں

عشق چھپائے کوئی کیسے نادان
خیال اس کا بھی ذرا کر دیکھیں

عشق عاشق کے دل کی ہے آواز
خلق کو یہ بھی سنا کر دیکھیں

عشق کے بول میں عشق پنہاں ہیں
اس لیے بول یہ ادا کر دیکھیں

عشق سے معشوق کا ہو منشا معلوم
پھر ذرا اس کو بھلا کر دیکھیں

یہ ہی ادراک ہوشِ دیوانگی ہے
اس کو بھی دل پہ تو لا کر دیکھیں

ہوشِ دیوانگی ایک ویکٹر ہے
دل کے قرطاس پہ یہ ڈرا کر دیکھیں

اس سے پیدا عمل اخلاص سے
اس کو پھر روز بڑھا کر دیکھیں

دیکھ یہ ہی تو جذب خالص ہے
خود کو اب اس سے مٹا کر دیکھیں

اللہ بن جائے گا تیرا پھر شبیّر
خود کو اللہ کا بنا کر دیکھیں

کاسۂ دل پیشِ جاناں کردیا

15

جس نے اپنا کاسۂ دل پیشِ جاناں کردیا
جینا اُس نے اپنے واسطے اِس سے آساں کردیا

ہوگیا تیار مؤمن جب سے مرنے کے لیے
تو خدا نے اس کا پھر جینے کا ساماں کردیا

اُس کو تاجِ زیست پہنایا ہمیشہ کے لیے
جس نے اپنے سر کو اُس کی راہ میں قرباں کردیا

ہے حجاب تر دامنی کا خیال، تو توبہ کریں
عفو کو تو اس لیے حق نے نمایاں کردیا

غیر پھر کیا چیز ہے اُس کے لیے کچھ بھی نہیں
جس نے اپنے دل میں ذاتِ حق کو مہماں کردیا

جس قدر اعراض اُن کی یاد سے جس نے کیا
اس قدر دل اپنا جانو اُس نے ویراں کردیا

ہوگیا وہ اُس کا جو خود بن گیا اُس کا شبیؔر
کیا ہے نسبت اُن سے اپنی اِس نے حیراں کردیا

عشق چاہے کبھی حجاب نہیں

16

عشق چاہے کبھی حجاب نہیں
دیکھنے کی بھی مگر تاب نہیں

ہوتا ہے جو وہ صحیح ہوتا ہے
حکمتوں کا بھی تو جواب نہیں

ہم نہ مانگیں تو اپنا نقصان ہے
اُس کے دینے کا تو حساب نہیں

ہم کریں اِس کو استعمال صحیح
اپنا ڈھانچا جو ہے خراب نہیں

دل میں دیکھو اسے اور خوب دیکھو
یہ حقیقت کوئی سراب نہیں

وہ نہ دیکھیں شبیؔر ہم کو اگر
اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں

عشق کی دنیا اور ہی ہے

17

یہ عشق کی دنیا اور ہی ہے، یہ پیار کی دنیا اور ہی ہے
یہ نفس کی چاہت اور، قلبِ بیدار کی دنیا اور ہی ہے

محبوب پہ فدا ہونا ہے عشق، اور اس میں کھو جانا ہے عشق
محبوب کے واسطے اس دل کے سنگھار کی دنیا اور ہی ہے

نفس کی چاہت پُر زور تو ہے، اس کا چار عالم شور تو ہے
جب اُس کی یاد میں ہو تو اُس بیمار کی دنیا اور ہی ہے

جو بند ہو نفس کی چاہت میں وہ آزادی کو کیا جانے
جو اِس سے ہو آزاد اُس کی رفتار کی دنیا اور ہی ہے

جو عقلِ نفسانی کا باغی ہو کر دیوانہ بنے
دیوانگی کے اس ہوش میں یہ اظہار کی دنیا اور ہی ہے

کیا کوئی اسماعیل کے گفت کے زور کو پائے گا شبیرؔ
جو اُس کے پیار میں ہو نصیب اُس دار کی دنیا اور ہی ہے

لَو اُس کے ساتھ ہی لگانی ہے

18

دین میں آسانی ہی آسانی ہے
جو یہ سمجھے کہ دنیا فانی ہے

وہ ہم کو یاد اگر آتے ہیں
یہ بھی تو اُس کی مہربانی ہے

عشق میں اُس کی اگر گھل جائے
قابلِ رشک وہ جوانی ہے

پیسہ خرچ کرنا ہو اُسکے واسطے تو
خرچ یہی اسکی فراوانی ہے

اپنی عزت اُس پہ قربان کرنا
اپنی عزت ہی تو بڑھانی ہے

دل لگا ذکر سے اور خوب لگا
تر گیا جس نے یہ بات مانی ہے

لذتیں کتنی ملیں گی شبیرؔ
لَو اُس کے ساتھ ہی لگانی ہے

جذب

19

جذب سے رو بہ ترقی ہونا
یعنی اللہ ہی کا ہی ہونا

جذب سے ہو سلوک آسان تیرا
جلدی حق تک ہو رسائی ہونا

جذب یہ کیا ہے؟ حبِ دنیا سے
دل کا ہر وقت ہے خالی ہونا

ماسِوا کو یہ نکالے دل سے
تب راہِ جذب کا ہو صحیح ہونا

ہوش وہ ہے کہ جس کا باعث ہو
پیار میں اُس کی دیوانگی ہونا

سفرِ حج بھی راہِ جذب ہے شبیؔر
چاہے اس میں وہ، ہو وہی ہونا

قلندری

20

جو جھکا نفس کے آگے کیا قلندری جانے
بندۂ نفس کیا اللہ کی بندگی جانے

باتیں بے باکی سے کرنا قلندری نہیں ہے
ہے قلندر جو اُس کی بات ہی صحیح جانے

قلندری میں شریعت سے نکلنا نہیں ہے
ہے وہ قلندر جو کامیابی اِس میں ہی جانے

فسق سے بھرپور دمادم قلندری کیسے
فسق میں غرق جو ہے وہ کہاں مستی جانے

لعل شہباز قلندر خواجہ عثمان ہی تھے
متشرع تھے حقیقت کون ان کی جانے

یہ جو شیطان کے چیلے ہیں تُف ہے ان پہ شبیرؔ
جو شریعت پہ چلنے سے خود کو بری جانے

نورِ حق

21

حق جو ہے اس کے سامنے کون ٹھہرے
حق سے ہی ہوتے ہیں روشن چہرے

ظلمتیں گھیر لیں موقع ملتے
نورِ حق پھاڑ دے بادل گہرے

دل اگر پاک نہیں کچھ بھی نہیں
ہوں گلے میں چاہے لٹکے سہرے

حق کی آواز پہنچ جائے انہیں
جو نہ ہوں دل کے حقیقی بہرے

نذر کرتا ہے حق کے نام شبیؔر
اپنے سادہ سے یہی چند مصرعے

نفس کا مرید

22

نفس کے ہاتھوں میں اگر عقل کسی کی آئے
بے وقوفی کے سمندر میں وہ غوطے کھائے

نفس کی ٹافی پہ وہ ایمان کا موتی دے دے
نفس کا مرید جو بنے کون اس کو سمجھائے

اس کا ہر لمحہ بال بال نفس پہ پھر قرباں ہو
مال جو اس کا ہو اس کے نفس کے لیے لٹ جائے

اور جو شیطاں ہے خواہشاتِ نفسانی کے دل میں
مستعد بیٹھ کے، دل پہ تیر ان کے برسائے

یہ روز روز ذلیل خوار ہو دنیا و دیں میں
بے معرفت شبیؔر نجات اس سے کیسے پائے

زندہ دلی کی شرط بیداریٔ دل

23

لاہور میں ٹریفک کے جو اطوار نظر آئے
لاہوری موت کے لیے تیار نظر آئے

یہ حسنِ جہالت بنے ناقدری زندگی کی
یوں عملی توکل سے یہ بیزار نظر آئے

جب دین کی مشقت ہو تو پھر اِن کے بہانے دیکھ
دنیائے خواہشات کے شہسوار نظر آئے

احمد علی نے ان کو کہا کتنے درد سے آؤ
مل جائے گا، سستی کے پر شکار نظر آئے

زندہ دلی شبیّر ہے مشہور ان کی لیکن
ہے درست اگر یہ دل کے بھی بیدار نظر آئے

بزرگوں کی بارانِ التفات

24

آسماں پہ ایک دن تھے کچھ بادل سے چھا گئے
از راہِ التفات کچھ قطرے گرا گئے

کچھ نے لیا انہیں اپنے ہاتھوں پہ چوم کر
اور کچھ ذرا سا دوڑ کے دامن بچا گئے

اس طرح بزرگوں کے جاتے جاتے چند نے
دامن بھرا اپنا، مراد اپنی پا گئے

اور چند نے محسوس کیا بوجھ دل پہ یوں
دیکھا انہیں مگر ان سے آنکھیں چرا گئے

کوشش اور طلب فضل کو کھینچے ہے اے شبیرؔ
جو اس کو نہ سمجھے ہے وہی دھوکہ کھا گئے

چشمِ تر کی زباں

25

جو کہے نفس، اس پہ جو جائے
اپنے دل میں وہ شر کو بو جائے

چشمِ تر کی زباں سے کام لینا
گر زباں گنگ تری ہو جائے

ایک دل سے جو نکلی آہ ہو وہ
سب گناہ تیرے، ساتھ دھو جائے

ذکر وہ ہو کہ لب خموش رہیں
دل اس کی یاد میں بس کھو جائے

وہ کیا دیکھے گا روشنی دل کی
جس کی قسمت ہی اپنی سو جائے

یہ جو اشعار ہیں الہامی شبیرؔ کے
موتیوں کو جیسے پرو جائے

درسِ حقانیت

26

خیال رکھنا دل میں خوب ہے اس شیطان کی شیطانیت کا
اور آخر میں جب آئے گا دجال کی دجالیت کا

شیطان کے جال موجود ہیں، ہر جگہ میں، ہیں دلچسپ بہت
اسکے مقابلے کو خیال رکھنا ہے روحانیت کا

شیطان تمہارے نفس کو اپنے ساتھ کرے گا، مارے گا
اس واسطے کرنا ہے علاج اس اپنی نفسانیت کا

جب روح تمہاری زندہ ہوگی دل ہوگا بیدار ترا
علاج ہوگا اس سے نفس کا اور اسکی حیوانیت کا

شبیؔر ترے اشعار خالی اشعار نہیں ہیں یاد رکھنا
بھول جانا نہیں یہ درس ہے فی زمانہ حقانیت کا

آمدِ شعر

27

آمدِ شعر کو آورد کی ضرورت ہی نہیں
جو خود سے آئے اس میں سوچنے کی حاجت ہی نہیں

وہ کہلواتا ہے خود ہی مجھے کیا کرنا ہے
اس لیے اس میں ارادے کی حقیقت ہی نہیں

وہ خود ہی چاہتا ہے ایسا کہ تو بن جائے اُس کا
مگر کثرت کو جو اُس سے جب محبت ہی نہیں

حق نے بھیجے ہیں پیامبر اور کتابیں بھی ساتھ
اس پہ غور کرتے نہیں یہ ان کو حاجت ہی نہیں

تو بھی شبیؔر بنا آلہ اس کے اس کام کا خوب
پھر کریں لوگ اس کا کیا اس پہ حیرت ہی نہیں

اپنے دل میں اُسے بسانے میں

28

نہ تھا اختیار اپنے آنے میں
نہ ہیں مختار اپنے جانے میں

میں بنوں اُس کا اور وہ میرا بنے
اک تمنا ہے دل کے خانے میں

مجھ پہ ہو نظرِ محبت اُس کی
اور میری ہو اُس کے پانے میں

مری دنیا رہے ہر وقت یہی
اُس سے ملنے میں اور ملانے میں

میں اُس کی یاد میں رہوں مشغول
نہ کہ بس چیخنے چلانے میں

عقل مدہوشِ دنیا کو چھوڑوں
ہوش دیوانگی کے لانے میں

بس شبیّر میں یہاں مشغول رہوں
اپنے دل میں اُسے بسانے میں

فانی سے جو ہے پاس، تُو باقی بنانا سیکھ

29

چپکے سے دل میں مجھ کو اشارہ سا ملا ہے
دنیا کے تماشوں سے ہی دل سرد ہوا ہے

دنیا کے تماشوں میں مگن جان تو یہ لیں
ان کھیل تماشوں کا بھی انجام کیا ہے

دنیا یہ تجھے مل گئی ساری بھی تو سوچو
اس کا جو نتیجہ ہے وہاں کیسے رہا ہے

دنیا کو خوب جان متاعِ قلیل ہے
ہاں اس میں آخرت کا بھی سامان رکھا ہے

جو تو نے وہاں بھیج دیا، وہ ہی تو ہے باقی
ہے وارثوں کا حق جو یہاں چھوڑ دیا ہے

فانی سے جو ہے پاس، تو باقی بنانا سیکھ
سنت کے طریقے پہ کہ در اس کا کھلا ہے

اللہ کی محبت میں جو دیوانے ہیں بنتے
تو ہوش حقیقت میں صرف ان کو ملا ہے

شبیرؔ اپنے دل سے اس کو دور ہے کرنا
جو چور بھی دنیا کا ترے دل میں چھپا ہے

جس دل میں عشق نہ ہو، وہ دل ہی نہیں

30

عشق کا راستہ مشکل ہی نہیں
کہ یہ تو سوچتا بالکل ہی نہیں

عقل کو سوچنا سو باتیں ہیں
مٹنے والوں میں یہ شامل ہی نہیں

عقل عاشق ہو تو پھر اس جتنی
کسی کو معرفت حاصل ہی نہیں

صرف معشوق کو جانے عاشق
اس سے آگے اس کی منزل ہی نہیں

دل سب آباد اس کے دم سے ہیں
جس دل میں یہ نہ ہو وہ دل ہی نہیں

دل تو دینا ہے پورا پورا اسے
بِنا اس کے کوئی کامل ہی نہیں

جس نے دل اس کو نہ دیا ہو شبیؔر
چھوڑ دو وہ کسی قابل ہی نہیں

اب اور بھی مٹوں

31

میں خاک ہوں کہ راکھ ہوں اور ہوں کہ نہیں ہوں
تیرا فضل ہو مجھ پہ تو میں آدمی بنوں

میں بھیک مانگتا ہوں ترے در کا ہوں فقیر
یہ بھیک لے کے خوش نصیب ہو کے میں چلوں

آیا میں تری قید میں آزاد ہوگیا
دنیا کی ہر اک قید سے آزاد اب رہوں

ہر غم سے ترے غم نے مجھے کردیا بے غم
آنسو خوشی کے چہرے پہ میں خوب بہاؤں

تو نے مٹا مٹا کے مجھے کیا بنا دیا
اب بنتے بنتے چاہوں کہ اب اور بھی مٹوں

کیا خوب نظر کو پا لیا شبّیر نے تیری
لطفِ نظر کے جام سے کچھ اور بھی پیوں

مجذوب

32

یہ ہے مانا جذب سے ہے مجذوب
سچ کہ محبوبِ خدا ہے مجذوب

عقل اور ہوش سے ہے بیگانہ اگر
اقتدا سے رکھو پرے مجذوب

بات شریعت کی ہی چلے گی ہمیش
گو خدا کو تو ہے پیارے مجذوب

دین کی بنیاد عقل و ہوش پہ ہے
اور اس پر نہیں چلے مجذوب

ہاں جذب ہوش کے قابو میں رہے
اور شریعت کی بھی مانے مجذوب

ایسا جذب فضلِ خداوندی ہے
دل کی باتیں پھر بتائے مجذوب

دل سے پھر عقل شریعت پہ چلے
نفس پہ خوب پھر چھائے مجذوب

اور اگر ہوش میں مجذوب تو ہے
اور سلوک نہ کرے طے مجذوب

پھر یہ مجذوبِ متمکن ہے بس
اور یہ حق تک نہ پہنچے مجذوب

اس کے آثار بزرگوں کے ہیں
لیکن بزرگ نہیں یہ ہے مجذوب

چاہیے یہ کہ مستعد ہو
کرے دس مقاماتِ سلوک طے مجذوب

سیر الی اللہ تب اِس کا پورا ہو
سیر فی اللہ پہ یہ چلے مجذوب

ہوش وہ جو ملے دیوانگی سے
ایسا ہی ہوش جو لائے مجذوب

عشق کے نور میں ملفوف شبیرؔ
ایسے اشعار سنائے مجذوب

فنا فی الشیخ

33

فنا فی الشیخ کا رتبہ اگر ہو
تو شیخ کے قلب کا تجھ پر اثر ہو

پھر اُس کا قلب تیرا رہنما ہو
نہ یوں دنیا میں تو پھر در بدر ہو

تو جانے اُس کو وہ بھی تجھ کو جانے
میسر تجھ کو پھر اُس کی نظر ہو

دعا میں اُس کی شامل تو رہے پھر
تجھے رستے کا نہ پھر خوف و ڈر ہو

پھر اُس کا قلب تیرا مقتدا ہو
وسیلہ تیرا پھر اُس کا ہی در ہو

خدا ہی دیتا ہے سب کو یقیناً
ملانے کے لیے کوئی مگر ہو

یہ دل سے دل کو ملنے کا ہے رستہ
ترے سامنے اگر نور کا سفر ہو

نبی کے لفظ ہم تک جیسے پہنچے
تو اس میں زور سارا راوی پر ہو

نبی کا نورِ قلب بھی دل سے دل کو
ملا صحبت پہ ہی یہ منحصر ہو

شبیؔر اس نور کے پانے کے واسطے
فنا فی الشیخ رہو کہ خوب تر ہو

فنا فی الرسول

34

جو شیخ اتباع میں سنت کی مشغول ہو
اُس کو ہی دیکھتے دیکھتے فنا فی الرسول ہو

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
سالک کا ہر عمل پھر خدا کو قبول ہو

محبوبیت خدا کی جو سنت میں ہے پنہاں
رحمت کا دل پہ اس سے نہ پھر کیوں نزول ہو

خوشنودیٔ خدا کا یہ رستہ جسے ملے
اُس کی نظر میں بدعت، رستے کی دھول ہو

سنت میں جذب قبول کے درجے میں ہے موجود
اک جست میں باخدا بنے، شرک کا ذہول ہو

سنت کی اتباع کو کرو شیخ سے حاصل
تو اولیا کے گروہ میں تیرا شمول ہو

یہ جذب کو دعوت ہے تو اک جست میں شبیّرؔ
سالک کا طے اک آن میں رستے کا طول ہو

فنا فی اللہ

35

راستہ جس کو دوامی اگر سنت کا ملے
بالآخر اس کو پھر مقام عبدیت کا ملے

یہی فنائیت فی اللہ کا مقام تو ہے
جو کہ سنت کے طریقے پہ سہولت سے ملے

خدا نے ایک ہی رستہ تو باقی رکھا ہے
اسی کو پا کے ہی پھر راستہ جنت کا ملے

یہی فنائیت فی اللہ بقا باللہ ہے
اسی سے مژدۂ جانفزا محبوبیت کا ملے

جو بندگی میں ہے آگے وہی محبوب زیادہ
اسی کو آگے ہی مقام پھر قربت کا ملے

یہی وصول ہے یہ وصل ہے اور یہ ہی فلاح
شبیرؔ اس کو ہی تو نام پھر نسبت کا ملے

کیسے یہاں پہ خیر کوئی بو نہیں سکتا؟

36

جب بوجھ آخرت کا کوئی ڈھو نہیں سکتا
کیسے یہاں پہ خیر کوئی بو نہیں سکتا

دنیا کے امتحان بہت سخت ہیں مگر
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

جو ہو چکے قصور و گناہ ہیں تو ہیں مگر
توبہ سے گناہوں کو کیوں دھو نہیں سکتا

یہ نفس کے تقاضے کسی کے ختم نہ ہوں گر
کیا عشق کی دنیا میں خود کو کھو نہیں سکتا

تو آخرت کی فکر سے کیسے بے نیاز
دنیا کے بکھیڑوں سے اگر سو نہیں سکتا

دل پر نظر ہے اُس کی ہمیشہ سے اے شبیرؔ
رونے کی شکل ہی ہو اگر رو نہیں سکتا

تفویض

37

یہ خوف و ڈر اور وسوسے جو ترے دِل میں ہیں
کیا کر سکو گے کیوں بے جا اِن کی مشکل میں ہیں

خدا پہ خود کو چھوڑ رسی تفویض کی تھامتے ہوئے
وہ جانتا آپ کو ہے کہ آپ کس منزل میں ہیں

آپ اُسکے ساتھ ہیں بھنور میں بھی محفوظ ہیں آپ
آپ ہیں خطرے میں گر نظریں آپکی ساحل میں ہیں

آپ اُن کو جان لیں ہو معرفت حاصل اُن کی
تو کیا جانے کیا منافع ایسے حاصل میں ہیں

یہ معرفت ہی اصلی علم ہے شبیؔر سمجھ
کیا کرو گے باتیں جو بھی علمِ جاہل میں ہیں

اُسی ایک کا خیال

38

نظروں میں اب مری ہے اُسی ایک کا خیال
اُس سے ہٹوں اک لمحہ بھر؟ مری کیا مجال

اِن حسنِ عارضی کے میں نقشوں کو کیا کروں
حسنِ ازل مستور کا ہے دیکھنا کمال

دل جس کا اُس طرف ہو، ہو وہ غیر سے بے نیاز
جس کا بھی ہو جس وقت بھی ہو اچھا ہی ہے یہ حال

جس کی بھی نظر اُس کے خزانوں پہ پڑ گئی
نظروں میں اس کی دنیا رہے جال ہی بس جال

بس سارے سوالات کے مل جائیں جوابات
اُس سے ملے اگر جو اک نظر کا ہے سوال

رستے جو سارے بند ہیں آج غیر کے اے شبیؔر
بے شک کہ ہمارے لیے ہے یہ ہی نیک فال

نقشے فنا کے

39

اِن حُسن کے ہم عارضی نقشوں کو کیا کریں
یہ جال ہیں دنیا کے ہم اِن سے بچا کریں

حُسنِ ازل سے ملنا یہاں کیسے ہے ممکن
ہاں دل میں اگر چاہو تو پھر روز ملا کریں

ہر موڑ پہ دنیا کے وہ ملتے تو ہیں مگر
اُن کو ہی جو ہر آن اُسے ہی چاہا کریں

حیوانیت میں عشق کے الفاظ ہیں مفقود
بیشک کہ لوگ ہوس کو ہی یاں عشق کہا کریں

اک عارضی تسکین ہے دنیا کے مزوں میں
چاہو سکوں تو ذکر کو ہر دم کیا کریں

نقشے فنا کے دل سے مٹائے کوئی شبیؔر
مژدے ملن کے حُسنِ ازل کے سنا کریں

ہوشِ دیوانگی کو روکنا نہیں

40

مرے گر ساتھ نہیں کوئی تو کیا ہوتا ہے
ناخدا جن کا نہ ہو ان کا خدا ہوتا ہے

عشق کی راہ پہ چلنا ہی تو منزل ٹھہرا
ہٹ جائے اس سے کوئی وہ بے وفا ہوتا ہے

دل کو قابو میں رکھو سامنے منزل رکھ کر
جو مزہ اس کا ہے وہ سب سے جدا ہوتا ہے

نقشے دنیا کے ملتفت نہ کرسکیں اُس کو
جس کو کچھ بھی اپنے محبوب سے ملا ہوتا ہے

ہوشِ دیوانگی کو روکنا نہیں ہے شبیؔر
ہونے دے اس سے کہ جس کا بھی بھلا ہوتا ہے

سجن کو بھول جانا نہیں

41

سجن کی دنیا دیکھ تو لے پر سجن کو بھول جانا نہیں
جو راہ اس سے دور لے جائے اس پہ تو آنا نہیں

سجن کے خیال کو دل میں رکھ کر نام سجن کا لو بار بار
وہ بھی کوئی بندہ ہے جو سجن کا دیوانہ نہیں

جو سجن کے واسطے نہیں وہ چھلکا ہے گری کے بغیر
لفظ کرو گے کیا اگر اس کا کوئی معنیٰ نہیں

سجن کی جانب دیکھو دل میں ہو جب دیکھنا آنکھوں سے
اس کی مرضی کے بغیر کچھ سننا سنانا نہیں

جو سجن کو چھوڑ کے ملے جو عزت سجن کو چھوڑ کے ہو
اے شبیؔر تیرے واسطے اس سے بڑا طعنہ نہیں

دنیا

42

بے وقوفوں کی یہ دنیا بھی ہے عجیب دنیا
وہ کیسے دل ہیں کہ جن کے ہے یہ قریب دنیا

وہ محبت جو ملائے رفیقِ اعلیٰ سے
اس محبت کی بھائی دیکھ ہے رقیب دنیا

جو کہ دنیا کے تقاضوں کو لگا دیتی ہے روک
قدر کے لائق وہ کتنی ہے خوش نصیب دنیا

برتنا دنیا کا حق کے لیے غلط ہے کہاں؟
صرف اتنا ہے کہ دل کو نہ ہو حبیب دنیا

شبیّر دل جو ہوں بیمار اس دنیا کے سبب
تو کیسے بن سکے ان کی سمجھ طبیب دنیا

جو تو سنتا ہے مری بات نہیں

43

قلم اپنا تو اپنے ہاتھ نہیں
جو تو سنتا ہے مری بات نہیں

کیا کر سکوں، ہوں اک عاجز انساں
مدد خدا کی اگر ساتھ نہیں

اس کی منشا نہیں ہو جس چیز میں
تو سن لے اس میں تو نجات نہیں

نیکیاں ساری ڈوب جائیں گی
گر صفائی معاملات نہیں

وہ صمد اس سے غنی ہے جس کو
اس سے جب شوقِ ملاقات نہیں

دل ہو غافل شبیّر جس دعا میں
بس اک عادت ہے مناجات نہیں

آتشِ عشق کو لوں کیسے چھپا

44

ہوشِ دیوانگی کو دیکھ ذرا
پانے اس کو بضد ہے دل جو مرا

ساتھ وہ ہے میرے، ہے یقین مجھے
ہجر کے کیف میں ہوں پھر کیوں مبتلا

حال دل میں تو چھپا لوں گا مگر
آتشِ عشق کو لوں کیسے چھپا

ہر شے میں تو ملے پہچاں ہو اگر
رنگ کیا ہو عارفیں کے دل کا

موت کے وقت ہو اس کی دید تو
دیکھنا میرا پھر اس کا شوقِ لقا

میں تو ملتا ہوں اس سے چھپ چھپ کے
کتنا ہے خوب شبیؔر اندھیرا

زندگی اور عشق

45

زندگی عشق کا سفر ہے اک
اس لیے اِس میں خاص اثر ہے اک

عشق سے عاری زندگی کیا ہے
کچھ نہیں دور پُرخطر ہے اک

حاجتیں کرنی اپنی پوری ہو تو
کھٹکٹا وہ جو اُس کا در ہے اک

سب ڈروں سے ہوا محفوظ ہے وہ
نصیب جسے صرف اُس کا ڈر ہے اک

جس کی مطلوب ہو دنیا بس شبّیرؔ
روگ دِل کا یہ عمر بھر ہے اک

منزلِ عشق

46

منزلِ عشق میں حائل رکاوٹیں کیا ہیں
عبور کرنے میں ان کی پھر برکتیں کیا ہیں

واسطے اس کے جو خود کو یاں مٹا دیتا ہے
پھر نہ پوچھو کہ اس بشر کی عظمتیں کیا ہیں

کس طرح مان لے دشمن اس کو آسانی سے
مخالفت میں اِس کی اُس کی محنتیں کیا ہیں

اپنا پتا نہیں بالکل اور باتیں آسماں کی
کچھ پاگلوں کو دیکھو ان کی جرأتیں کیا ہیں

کاش اوقات اپنی ہم کو ہو معلوم ہر وقت
ہم کو معلوم ہو پھر اپنی حرکتیں کیا ہیں

وقت تیزی سے گزرتا ہے زندگی کا مگر
ان گناہوں کی معافی کی صورتیں کیا ہیں

ہے یہ سب درست مگر مجھ کو بتا دے یہ شبیّر
ان گناہوں کی معافی کی صورتیں کیا ہیں

اہلِ نظر کون ہے؟

47

دیکھتے سب ہیں مگر ان میں دیدہ ور کون ہے؟
جو عقلمند ہیں ان میں بھی اہلِ نظر کون ہے؟

وہ کیا نظر ہے جو آگے نہ نفس کی جا سکے تو
تیری دانست میں پھر سچ مچ کا معتبر کون ہے؟

نفس کے جال سے نکلنا کوئی آسان نہیں
ایک ہی ہے تو ذرا سوچ وہ مگر کون ہے؟

یہ پہیلی نہیں ظاہر ہے کہ وہ عاشق ہے
راہ اس کی رک نہ سکے اس کے برابر کون ہے؟

سیکھ لے اس سے گر ہو سیکھنے دنیا کے رموز
رکھ لو استاد اسے شبیؔر اس سے بہتر کون ہے؟

تب بنے کام

48

تب بنے کام کہ ہم اُس کے ہی دیوانے بنیں
ہو نہ حاصل یہ تو ہم خود ہی سے انجانے بنیں

ذکر اور فکر ہو یکجا تو ملے رستہ ہمیں
اِن ہی دونوں سے کیا پھر نور کے تانے بانے بنیں

دل پہ دستک اپنی ضربوں سے رکھنا جاری رہے
شاید یہ ضربیں ہی ملنے کے کچھ بہانے بنیں

عشق کی دنیا میں قدم رکھنا اپنا شوق کے ساتھ
خواب تیرے جو ہیں سلوک کے سہانے بنیں

دل کی دنیا میں اُس کی یاد کی شمعیں اب جلا
اس سے شبیؔر کہ روشن دل کے ویرانے بنیں

درسِ زندگی

49

خدا بچائے اس سے ہم کہ خود کو ضائع کریں
خدا کرے کہ ساری زندگی صحیح ہم رہیں

اپنے ایماں کو بچانے کے لیے ہوں مستعد
جو صحیح راستہ ہے اس پہ ہی ہر وقت چلیں

فیشنی چیزوں سے ہو اجتناب ہر دم ہمیں
فضولیات و لغویات سے ہر وقت بچیں

ہم کو بس آس ہو اِس کی کہ خدا فضل کرے
اُس کی ناراضگی سے ہر جگہ ہر وقت ڈریں

ہو صالحین کی صحبت ہمیں نصیب دائمی
اور اِسکے دم سے دل میں خیر کے پھل اور پھول کھلیں

ہو ساری زندگی اپنی شریعت کے تابع
اور آقا کی اتباع سے سر مُو نہ ہلیں

یہ سارا اس کے لیے ہو وہ ہم سے راضی رہے
اور دنیا کی محبت جو ہے دل میں نہ رکھیں

ہم وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
کے مصداق اسکا ہر جگہ اور ہر وقت دم بھریں

سادہ الفاظ ہوں، ہم سادہ ہوں اور سادگی کے
محرکین میں ہوں شبیؔر اور درس اس کا دیں

دستورِ حیات

50

موت کے وقت خدا کی رضا کی آس ہو ہمیں
اور ساری زندگی اُس کی خوشی کا پاس ہو ہمیں

سارے اعمال میں ہمارے ہو اتباعِ نبی
اور یہ مزید کہ حاصل اس میں اخلاص ہو ہمیں

ہم گناہوں سے بچیں اور نیکیاں کرلیں
وہ سامنے رہے اس کا رسوخِ خاص ہو ہمیں

صحبتِ صالحین کے ہم رہیں خوگر ہر وقت
صحبتِ بد جو ہے وہ تو نہ کبھی راس ہو ہمیں

خوب پہچان لے شبیّر جو ہے دشمن اُس کا
کبھی خراب کر سکے نہ جو خناس ہو ہمیں

کچھ نہ ہونے کو کروں پیش لٹانے کے لیے

51

کٹ کے آیا ہوں سب سے، تجھ کو اپنانے کے لیے
اپنے زخموں پہ مرہم تیرا لگوانے کے لیے

تھام لے مجھ کو وہ ظالم نہ پکڑ لے مجھ کو
دستِ امداد بکشا مجھ کو بچانے کے لیے

ہوش کی بات میں مدہوشی میں آج کر لوں یہ
دل دیا تجھ کو اپنے دل میں بسانے کے لیے

یہ خودی میری تو مجھ کو جلا کے رکھ دے گی
اب تیرا نور لوں اِس کے شعلے بجھانے کے لیے

حالتِ عشق میں تڑپنے کی اجازت بھی نہیں
بکھر گیا ہوں، ہے کوشش سمٹ جانے کے لیے

لپٹ کے در سے رہوں تیرے اور کہاں جاؤں
کچھ نہ ہونے کو کروں پیش لٹانے کے لیے

اپنے رنگ دھو کے صرف یار کے رنگ میں رنگ جاؤں
خود کو کھویا ہے شبیّر نے تجھے پانے کے لیے

کیا شان ہے سنت کی سادگی کی

52

پوچھو نہ مرا حال کہ یہ خام بہت ہے
پر اِس کے واسطے عشق کا اک جام بہت ہے

اِس کام کا کیا کہنا جس سے اُس کو رہوں یاد
ناقدری اِس لیے ہے کہ یہ عام بہت ہے

اوروں کو کیا کروں، کریں دنیا کے وہ چرچے
میرے لیے زبان پہ اُس کا نام بہت ہے

دنیا مجھے تو اُس سے جدا کرنا جو چاہو
چھوڑو مجھے تجھ کو مرا سلام بہت ہے

جو نفس کی ہے آزادی، وہ ہے دل کی تباہی
تب مجھ کو تو پسند اس کا دام بہت ہے

کچھ اُن سے اشارے مجھے شاید ہوئے وصول
دل بے قرار آج سرِ شام بہت ہے

کیا شان ہے سنت کی سادگی کی اے شبیّرؔ
بدعت کا گو کہ تزک و احتشام بہت ہے

رنگِ تقدس کا توڑ

53

جب رنگِ تقدس غالب ہو تنقید کی کمر ٹوٹ جاتی ہے
پھر اس سے شہ پاکر یہ چیز نخرے کیا کیا دکھاتی ہے

دنیا کے جو متوالے ہیں، دِیں بیچ کے گھبراتے نہیں
پھر دنیا دین کو کھو کر بس رسموں سے دل بہلاتی ہے

مولیٰ کا جب عشق حاصل ہو دیوانگی اُس کی طاری ہو
یہ عقلِ نفس مغلوب کرکے پھر ہوش صحیح دلاتی ہے

یہ ہوش پھلے پھولے پھر خوب ہر سوچ پہ حاوی ہو جائے
دنیا کی حقیقت اس سے پھر سالک کو سمجھ خود آتی ہے

بہروپ بھرے چاہے دنیا کوئی بھی پر آشکارہ ہو
خوشبو حق کی شبیّر جو ہے دل اور دماغ مہکاتی ہے

دعوے چھوڑو، عمل پہ آؤ

54

جو کہ دعوے ہیں ان کو چھوڑ سارے
اب بس عمل پہ ہی آؤ پیارے

کتنا وہ بدنصیب ہوگا یہاں
اپنے نفس سے جو ہمیشہ ہارے

دل سے دنیا کی محبت کو نکال
دل ہے اُس کا، اُس کا ہی ہو واہ رے

سر جھکانا ہے اُس کے در پر ہی
کیوں کوئی دوسرے در پہ سر مارے

جو کہ آسمانِ محبت ہے شبیرؔ
ترے اشعار اس کے ہیں تارے

ذرا

55

عشق میں ڈوبے ہوئے اشعار کچھ سناؤں ذرا
جس سے میں عشق میں مبتلا دل کو بہلاؤں ذرا

یوں تو دنیا کے جو دھندے ہیں ان میں غرق ہوں میں
اس سے جس کے لیے آیا ہوں اس پہ آؤں ذرا

نفس نے گھاؤ لگائے بڑے کردار کو ہیں
اس سے ہو کے میں مسلح دامن بچاؤں ذرا

مجھ پہ احسان جو محبوب کے ہیں گن نہ سکوں
یہ ہے پر آج میں محبوب کے گن گاؤں ذرا

وہ کہاں رکھتا بدل ہے، بے بدل دیتا ہے وہ
اس سے محبوب سے محبت کا صلہ پاؤں ذرا

رستہ ہے جذب کا سلوک سے آگے کتنا
میں سالکیں کو اس کے بارے میں بتاؤں ذرا

عشق عاشق کو جو معشوق سے ہوتا ہے شبیؔر
کیا ہو کیسے ہو اور ہو رب سے، یہ سکھاؤں ذرا

حمدِ باری تعالیٰ

56

مجھ سیاہ کار پہ کرم کرے کریم اللہ
مجھ گناہگار پہ کرے رحم اب رحیم اللہ

کرم اور رحم سے قبول ہو مری توبہ
جانتا سب کچھ مرے باطن کا ہے علیم اللہ

عظمتیں اُس کی سمجھ میں ہماری آئیں کیسے
سب سے بالا ہے اور برتر بھی وہ عظیم اللہ

نعمتیں اُس کی ہم ہر آن استعمال کریں
شکر سے اور بڑھائے یہ وہ نعیم اللہ

کفر کے زور سے گھبرا کے دیکھیں اُس کی طرف
تو دکھائے پہاڑ حلم کے حلیم اللہ

علم میں اُس کی ہر اک چیز ہے شبیرؔ مگر
یہ بھی یاد رکھنا ہے لازم کہ ہے حکیم اللہ

کیسے بتاؤں نہیں

57

کہوں سب میں کیسے یہ جانوں نہیں
یہ اپنوں کو کیسے بتاؤں نہیں

مری زندگی گزری ہوگی عبث
اگر اِس میں میں اُس کو پاؤں نہیں

جو دیو آرہے ہیں ہمیں کھانے کو
انہیں دیکھ کے چیخوں چلاؤں نہیں

جو دشمن کا دوست ہے وہ دشمن مرا
تو اس سے میں خود کو بچاؤں نہیں

عقلمندی میری مُسَلَّم ہو تب
جو دشمن سے میں دھوکا کھاؤں نہیں

بنانے سے پہلے جو اپنا کہا
مجھے تو بتا اُس کو چاہوں نہیں

ہوں اُس کا، بنو اُس کے، سب سے کہوں
شبیؔر کا یہ قول میں چھپاؤں نہیں

توبہ اور خود احتسابی

58

مارے جائیں گے جس کے ساتھ وہ حساب کرے
وہ کرے سوال تو کیسے کوئی جواب کرے

ڈر سے جھکنا ہی اُس کے سامنے چھڑائے ہمیں
اور اکڑ کیسے ہو جس کا بھی ہو خراب کرے

کتنا ہی کوئی ہو برا، ہو معاف توبہ سے
یہ ہے وہ بات جس پہ شیطان پیچ و تاب کرے

ناز جس کو ہو عبادت پہ، ہو ذلیل و خوار
عاصی تائب کو بہت پیار سے خطاب کرے

اس سے سمجھا میں عقلمند بس وہی ہے شبیرؔ
توبہ کرلے اور اپنا خود ہی احتساب کرے

عمل سے زندگی بنتی ہے

59

جو کام تیرے حوالے ہے اسکو کرنا ہے
چلائے وہ جس طریقے پہ اس پہ چلنا ہے

جو رکاوٹ نظر آئے تو دیکھنا اس میں
دور کرسکو اسے دور کر کے کر گزرنا ہے

وہ اگر بس میں نہیں ہے تو اس کی فکر نہ کر
اِنا للہِ پڑھ کے اس غم سے پھر نکلنا ہے

مطلب اس کا نہیں ہے یہ کہ بیٹھ جائیں پھر
وادئ عشق کی کسی اور راہ پہ اترنا ہے

زندگی اپنی اس کے دم سے ہے شبیؔر تو پھر
زندگی بھر عمل سے اس کا ہی دم بھرنا ہے

طاقتِ عشق

60

جو عشق کی باتیں کرتے ہیں
اور کام سے اس کے ڈرتے ہیں

وہ اپنے موہنوں پر یقیناً
جھوٹ کی کالک ملتے ہیں

دل اُس کا ہے اُس کو دے دو
سب کام ہی اس سے چلتے ہیں

طاقت ہے کیا عشق کی نہ پوچھ
شیطان سب اس سے ڈرتے ہیں

وہ زندہ جاوید ہوتے ہیں
جو اُس کے عشق میں مرتے ہیں

محبوب اس کے بن جاتے ہیں
حاسد پھر اس سے جلتے ہیں

جو اس سے رہ جائیں شبیّر
ہاتھ اپنے پھر وہ مَلتے ہیں

صحبتِ عشاق

61

اس عشق کی راہ میں کھونا ہی پانے کا سبب بن جاتا ہے
محبوب پہ جو مر مٹتا ہے وہ ہی زندہ کہلاتا ہے

اس راہ سے ہٹانے کے لئے شیطان ترکیبیں سوچتا ہے
وہ اک سے اک بڑھ کر بہروپ بھر کر سامنے پھر آتا ہے

یہ دنیا بے حیثیت وہ اس کو مزین کر کے خوب
سامنے لا کر اس میں مشغول عاشق کو خوب کرواتا ہے

عاشقِ صادق جب جاگ جائے دنیا کی حقیقت پا جائے
وہ راستے پہ پھر آجائے خوب اسکو غصہ دلاتا ہے

صحبت عشاق کی حاصل ہو تو عشق میں بن جائے کامل
فکر و عمل کی دنیا کے شبیؔر جھنڈے لہراتا ہے

فانی کے بدلے دوام

62

یہ عشق کی دنیا ہے اسے تھام لینا ہے
اور وقت جب اسکا آئے اس سے کام لینا ہے

دربار میں اس کی پہنچ کہاں ہو سکے اپنی
ہاں اس سے کہ بس دِل سے اسکا نام لینا ہے

تم شیخ کی محفل میں بھی رہتے ہو کیوں غافل
اس سے تو محبت کا اپنا جام لینا ہے

اس جام کو سینے لگا رکھنا ہے بھائی
چسکی اس سے ہر روز صبح و شام لینا ہے

فانی ہے یہ دنیا اسے کیا کرتا ہے شبیؔر
یہ دے کے اسکے بدلے میں دوام لینا ہے

وہ دل نہیں رہا

63

جس دل میں وہ نہیں ہے تو وہ دل نہیں رہا
جو دل ہیں ان دلوں میں وہ شامل نہیں رہا

دنیا کی محبت میں ملوث رہیں جو دل
جو چاہیے ملنا تھا انہیں مل نہیں رہا

دنیا کی حقیقت تو بلبلہ ہے عارضی
کیسے چلے جو رہروِ منزل نہیں رہا

حق کا پتا ملے گا کسی کو تو کیونکر
مبغوض اسے جب یہاں باطل نہیں رہا

جس دل میں طلب اُس کی محبت کی ہو پیدا
اس کے لیے مطلوب جو ہے مشکل نہیں رہا

جس دل کی نظر اُس پہ ہو اور اُس کی وہ سنے
وہ دل پھر کسی اور پہ مائل نہیں رہا

بھیک اُس کی محبت کی شبیّر مانگ دل سے آج
محروم اُس کا کوئی بھی سائل نہیں رہا

داغِ محبت

64

دل کو اب داغِ محبت ہی ملے
دل میں بس گُل اب محبت کا کھِلے

میں ہوں اور وہ ہو ہر اک حال میں اب
اب مرا خیال اس سے بالکل نہ ہلے

دل میں جب وہ ہو تو دنیا کیسی
کاش سب پر یہ حقیقت اب کُھلے

آتشِ عشق دل میں برپا ہو
غیر جو بھی ہے اس سے کیوں نہ جلے

اُف کیسے ہوں گے جوانی میں شبیّر
جو بچہ گود میں محبت کی پلے

عشق کی تاثیر

65

عشق کی تاثیر کچھ عجیب ہی ہے
محروم اس سے کم نصیب ہی ہے

جس کو حاصل ہو اور حق پر ہو
حق کے گویا بہت قریب ہی ہے

عقل ہو عقل جب اُس کے ہو ساتھ
ورنہ اُس کا وہ پھر رقیب ہی ہے

عشق رستہ گر دکھائے اُس کا
اِس میں پھر حق کا وہ منیب ہی ہے

نعرہ حق کا کرو بلند شبیؔر
دل مرا حق کا اب نقیب ہی ہے

رسمِ وفا

66

اے دل کبھی بھی غیر پہ تکیہ نہیں کرتے
جو غیر ہے اس پر کبھی آیا نہیں کرتے

تو واسطے جس کا ہے، اگر بن گیا اس کا
اس کا ہی بن، دور اس سے پھر جایا نہیں کرتے

گر اس نے بنایا تجھے اپنا تو ہے اک بات
یہ راز ہے راز رکھ یہ بتایا نہیں کرتے

جو اس کا ہے محبوب، پیچھے اس کے ہی چل
دشمن سے اپنا ہاتھ یوں ملایا نہیں کرتے

شبیؔر کے اشعار میں شامل ہمیشہ رہ
جو بات بتانی ہو چھپایا نہیں کرتے

کیسے رہوں دل میں اُسے مہماں کیے بغیر

67

دل خوش نہ ہو کبھی غمِ جاناں کیے بغیر
کیسے رہوں دل میں اُسے مہماں کیے بغیر

یہ دل نہیں کسی کا مگر اُس کا ہی ہے صرف
کیسے رہوں میں اب اِسکا اعلاں کیے بغیر

کتنا ہو ان دلوں پہ بھی شیطان کا تسلط
جو خوش نہ ہوں اوروں کو پریشاں کیے بغیر

بدبختی ان کی دیکھ جو جانے نہ فائدہ
اوروں کا کسی کام میں نقصاں کیے بغیر

ناشکری اور کیا ہے کہ ہو پاس تو سب کچھ
اوروں کو دیکھ کے نہ رہیں ارماں کیے بغیر

دنیا میں تو چند روز رہ سکیں نہ بے ساماں
اور آخرت قبول ہو ساماں کیے بغیر

یہ کیا ہے جو شبّیرؔ کے قلم پہ ہے جاری
رہنے نہ دیں کسی کو بھی حیراں کیے بغیر

کیا خوبصورت ملاقات رہی

68

کیا خوبصورت ملاقات رہی
آپ ہیں میں ہوں اور ہے تنہائی

دل کہہ رہا ہے جو، وہ سنتے ہیں
جو کہی اُس نے، میرے دل نے سنی

کیا کہوں گا کہ اپنا کیا حال ہے
بس جلائے ہے مجھے آگ عشق کی

دیکھے مجھ کو جو کرم سے محبوب
خود کو کہہ دوں شکر کے آنسو پی

نہ بلاؤ مجھے دنیا اس طرف
رات ہو ایسی، زندگی پوری

جذب کر دوں میں تجلی اُس کی
تو حجابات کچھ اٹھے خود ہی

بوجھل تھکا سا جسم تھا لیکن
ٹھیک ہوں اب مل گئی اُس کی تھپکی

ہوش میں میں رہوں یا دیوانہ
کیوں نہ شبیّر ہو ہوشِ دیوانگی

وہ ہی دیتا ہے جو وہ دیتا ہے

69

اپنا بیان اپنا بیان نہیں
یہ سمجھنا اتنا آسان نہیں

وہ ہی دیتا ہے جو وہ دیتا ہے
تیر چلتے ہیں اور کمان نہیں

وہی کھولے تو گرہ کھل جائے
اپنے ساتھ ایسا تو سامان نہیں

کام میں اُس کا نہ ہو جس کو خیال
اس کے کاموں میں کوئی جان نہیں

ہو جو دشمن وہ دشمنی نہ کرے
کیوں نہ ہو، اس پہ میں حیران نہیں

اس سے بچنے کے ہوں اسباب اختیار
کیونکہ غفلت کا یہ میدان نہیں

اُس کے پانے کے لیے کوئی شبیّرؔ
خود کو کھوئے تو یہ نقصان نہیں

فقط ترا کرم ہے مولا

70

فقط ترا کرم ہے مولا کہ ہم بھی اِس راہ پہ چل رہے ہیں
مزید تیرا ہی فضل ہے یہ کہ مزید رستے نکل رہے ہیں

یہ اتنے فتنوں اور اتنے شر میں بچا کے رکھنا فضل ہے تیرا
جو ہیں شیاطیں وہ ہم کو دیکھ کے غصے سے کتنے ابل رہے ہیں

حفاظت تیری ہو گر میسر تو بال بیکا کوئی ہمارا
نہ کرسکے، غصے و غم سے ذرا تو دیکھو اچھل رہے ہیں

ہمارا رستہ ہے ان کا رستہ ترا جو محبوب ہے جانتے ہیں
جنہوں نے چھوڑا ہے رستہ ان کا تو بعد میں ہاتھ اپنے مل رہے ہیں

شبیرؔ کتنے نصیب کے کم وہ لوگ دنیا میں رہ رہے ہیں
خدا کو چھوڑ کر وہ دشمنوں کے کہ جو ہیں ٹکڑے پہ پل رہے ہیں

پتھر کی لکیر

71

جو نہ چاہے تو اس کو کیا دینا
جو دے سکے نہ اس سے کیا لینا

اُس سے لو جو کہ ہے قادر و قدیر
دو اسے جو اس کا طالب ہے نا

زندگی کر نہ خراب دنیا میں
اس میں دیکھو کہ ہے کتنا رہنا

کچھ کرو آخرت کے واسطے بھی
ورنہ کتنا عذاب ہو سہنا

عقل سے کام لو سب کاموں میں
صرف جذبات کی رو میں نہ بہنا

ہاں مگر عقلِ ایمانی ہو شبیؔر
چاند ایمان کا نہ ہو گہنا

تعلق اُس کا کر حاصل خُدا را

72

تعلق میں خدا کی خیر سارے
مزین اس سے ہوں سب کام ہمارے

اگر مفقود ہو یہ سوچ لینا
تو ہیں بیکار سارے میرے پیارے

فضائل اور مسائل ہیں ضروری
مگر اس کے نہ ہونے سے کیوں ہارے

ازل سے جو ہے دشمن اپنا شیطان
یہ ہم کو اس کی محرومی سے مارے

رہیں ہم مستعد اس کو نہ چھوڑیں
تو غم شیطان کو ہو گا کتنا واہ رے

تعلق اُس کا کر حاصل خُدا را
شبیؔر بڑھ آگے اور رب کے سہارے

عشق کی اور عقل کی ترتیب

73

اک عشق کی ترتیب ہے، اک عقل کی ترتیب
جو عشق کی ہے ترتیب، عقل کو لگے عجیب

ہے عشق میں مطلوب اپنی ذات کی فنا
حاصل ہو جس کو یہ تو ہے وہ کتنا خوش نصیب

محبوب جب قبول کرے یہ فنائیت
کرتا ہے محبت سے وہ اسکو اپنے قریب

یہ ابتدا میں عقل کو وارا نہیں کھاتا
پر انتہا کے واسطے یہ بھی بنے رقیب

وہ جانتا ہے کس نے کیا کیا ہے اے شبیرؔ
اک نام اُس کے ناموں میں یاد رکھنا ہے حسیب

زورِ ایمان

74

زور ایمان کا کسی طرح بڑھانا ہو گا
یہ سبق سب کو اور خود کو سکھانا ہو گا

نفس چاہے کہاں جانا ترا حق پے یہاں
استقامت سے اپنے نفس کو چلانا ہو گا

عشق آساں کرے نفس کی کشاکشی اس میں
دل کو حق پر اسی دنیا میں ہی لانا ہو گا

دل میں دنیا جب رہے، حق پہ ہو چلنا کیسے
اصلی محبوب کو تب دل میں بسانا ہو گا

صحبتیں اپنی جو ہوں صحبتِ صالح ہوں تمام
دل کو دنیا کے صنم سے بھی چھڑانا ہو گا

تیرے اشعار شاعری نہیں فقط شبیؔر
خود سمجھ کر انہیں اوروں کو سمجھانا ہو گا

مقناطیسِ دنیا

75

یہ چھوٹے چھوٹے مقناطیس جو دنیا کے ہیں
یہ رکاوٹ حقیقتاً کارِ عقبیٰ کے ہیں

یہ مقناطیس خواہشاتِ نفس ہیں اپنی وہ
جو کہ باعث اس زندگی میں ہر خطا کے ہیں

ان کے ہوتے نہ سمجھ آئے حق کی بات کبھی
دل پر پردے جو اپنی عقلِ نارسا کے ہیں

مال کو نفس نے بنایا ضرورتِ اصلی
جہاں دیکھوں نقشے اِس کے واویلا کے ہیں

لذتِ نفس بنا لیتے ہیں کچھ لوگ مطلوب
گڑھے رستے میں بہت آتے حبِ باہ کے ہیں

نفس کو مطلوب ہے کہ میں ہی نظر آؤں بڑا
داؤ پیچ دنیا میں کیا خوب طلبِ جاہ کے ہیں

سوچنا یہ ہے کہ نکلے کیسے ان سب کی کشش سے
شبیرؔ اشارے اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کے ہیں

دین و دنیا کا معرکہ

76

دین و دنیا کا ہو بھلا کیسے
سر ہو دونوں کا معرکہ کیسے

عشق میں باطل کے جو گرفتار ہے
سوچ لے حق پر وہ رہا کیسے

دل ہمارا ہو نفس کی مٹھی میں
بھلا اس میں ہو ہمارا کیسے

شیخ برے کو برا کہتا نہیں ہے
ہارا اپنا ہے حوصلہ کیسے

قابو کرنا نہیں ہے نفس کو اگر
تو پھر کیا مقابلہ کیسے

مانتا جب نفس کی ہے ہر حال میں اگر
ملے پاک لوگوں کی جگہ کیسے

دھوکہ خود کو ہی دینا ہے یہ شبیرؔ
تجھ کو اس سے ہوا دھوکہ کیسے

فَاخْلَعْ نَعْلَیْک (اپنے جوتے اتار دو)

77

حُسن حُسنِ ازل کا ہے مستور
دیکھنے پہ ہے اُس کا عاشق مجبور

وہ اپنی پیاس بجھائے یوں کہ
آئے اور دیکھ لے کعبے کا نور

نورِ کعبہ کو دیکھنا ہو جب بھی
تو ہو طواف میں کچھ اس کا ظہور

نجس جوتوں میں یہاں پھرنا کیسا
فَاخْلَعْ نَعْلَيْك یاد رکھ اور طُور

کاش کچھ عقل ان کا ساتھ دیتی
نہیں لیکن شاید ان کو منظور

گر سمجھنا ہو اس مقام کو شبیؔر
پڑھ لے یہ جو غزل ہے اس کو ضرور

پھٹی جھولی ہے اپنی

78

یاالٰہی تو اپنا شوقِ ملاقات دے دے
اپنے امراضِ سینہ سے بھی نجات دے دے

مرے اخلاقِ ذمیمہ مرے قابو میں نہیں
اس سے نجات جس سے پاؤں، وہ حالات دے دے

میں چاہتا ہوں کہ تیرا بنوں، پر نفس میرا
نہیں چھوڑے، اِس کو قابو کروں، وہ ہاتھ دے دے

قلب گریاں ہے، آنکھیں نم ہیں اور دماغ منتشر
جن سے بن جاؤں میں ترا، وہی صفات دے دے

مجھ کو شیطان دھوکہ دیتا ہے دھوکے پہ یہاں
اس سے بچنے میں الٰہی تو مرا ساتھ دے دے

مجھ کو قرآن کی تلاوت کا تو خوگر کردے
جو قبول ہوں ترے در میں، وہ مناجات دے دے

ذکر اور فکر میں مشغول ہو شبیؔر ہر دم
پھٹی جھولی ہے اپنی اِس میں ہی خیرات دے دے

عملی تُو بنا دے

79

دل سے مشغول میں اعمال میں رہوں
تجھے پسند ہو جو اس حال میں رہوں

حالِ دل میرا تُو بہتر فرما
نہ کہ عبث میں قیل و قال میں رہوں

دل میں آنا ہو تیرا میرا نصیب
نہ کہ دنیا ہی کے میں جال میں رہوں

حق پر قائم رکھیو ہر دم مجھ کو
نہ کہ کوئی فرقۂ ضال میں رہوں

عملی تو بنا دے شبیرؔ کو
نہ کہ عبث دنیائے خیال میں رہوں

پلا ساقی ہم کو

80

پلا ساقی ہم کو شرابِ محبت
کہ ہم نے ہے کھولی کتابِ محبت

فضائل کے قصے نہ زاہد سے سننا
اسے کیا ہے معلوم ثوابِ محبت

قیامت میں معلوم ہوگا پھر اُس کو
کہ ملتا کیا ہے جوابِ محبت

کتابوں میں ملتا کہاں ہوگا جو ہے
طریقِ محبت، نصابِ محبت

غزل ہائے شبیرؔ کو سننا ہے شوق سے
نہیں ہے بس اک یہ ہے بابِ محبت

دل والوں کی باتیں

81

وہ دل والوں سے پوچھنی ہیں، جو دل والوں کی باتیں ہیں
جو دل والوں کے ساتھ ہوتے ہیں، ان سے کیا وہ پاتے ہیں

جو عقل کے مارے ہوتے ہیں وہ مارے ٹامک ٹوئیاں
جو دل والے ہیں دل والوں کے دل وہ خوب گرماتے ہیں

جو دل کی اہمیت نہ جانے، عقل کہاں پھر رہتی ہے
جو رستہ اُس تک جاتا ہے، اُس میں پیچھے رہ جاتے ہیں

جو دل والے ہیں دل والوں کو رستہ خوب دکھائے ہیں
جن کو گھمنڈ ہو عقل پہ وہ خود کو خوب پھنساتے ہیں

مومن کی نشانی عشقِ الٰہی قرآن میں آیا ہے شبیرؔ
جو اس کے تارک ہیں پوچھیں اس باب میں کیا فرماتے ہیں؟

دل مرا حُسن کا دیوانہ

82

دل مرا حُسن کا دیوانہ اگر ہے تو رہے
جس سے روکا گیا ہے اس میں مگر یہ نہ پڑے

حُسن بالذات اگر ہے تو ہے وہ حُسنِ ازل
اُس کے ہوتے کسی اور حُسن پہ پھر کیوں مر مٹے

اور مخلوق میں جس پر مرا دل ہو شیدا
اس کے محبوب کی طرف دل کا رخ کیوں ہو نہ چلے

ایک کعبہ سے تجلی ملے اُس کی دیکھو
ایک ہیں آپ کہ جن کو پا کر خود خدا پھر ملے

کاش کرے اِس غزل پہ غور کوئی بھی تو شبیرؔ
جذب سے وہ صرف اک جست میں کہاں تک پہنچے

تو کر حوالے اُس کے

83

جب اُن کی نظر دل پہ ہو مشکل کیا رہے
دل کو بھی چاہیے کہ اُس طرف جھکا رہے

تو کر حوالے اُس کے جو کہ پاس ہے ترے
ہو گر قبول دیکھنا مقام کیا ترا رہے

مُعْطی کرے عطا تو ہو تقسیم پہ قاسم
سب کچھ ہو ٹھیک محبوب سے اس کے گر وفا رہے

کامیابی کوئی چاہتا ہو وہ لکھ لے اپنے ساتھ
ہوں صادقین جہاں بھی نہ ان سے جدا رہے

اُس در پہ نظر رکھ وہاں پہ کیا نہیں شبّیر
کچھ بھی ہو ہاتھ اُس کا نہ تجھ سے چھپا رہے

عشق کے روپ میں فاسق نہ بنانا خود کو

84

آتشِ شوقِ معصیت سے بچانا خود کو
ہو سکے جتنا شریعت پہ چلانا خود کو

یہ جو شیطان ہے شیطانیت سے رکتا نہیں
ان کے جو جال ہیں ان میں نہ پھنسانا خود کو

وہ جو انسانوں میں شیطان ہیں صنم کی صورت
تو ان کے سامنے کبھی بھی نہ جھکانا خود کو

ایسے لوگوں سے خوش اخلاقی بداخلاقی ہے
اس خوش اخلاقی پہ کبھی بھی نہ لانا خود کو

عشق اور فسق کے ہیں الفاظ گو قریب پر ہیں دور
عشق کے روپ میں فاسق نہ بنانا خود کو

صاف کہہ دو میں خدا کا ہوں ترا کیسے بنوں
جس سے ناراض ہو خدا وہ نہ دکھانا خود کو

اس کا جادو ترے سر چڑھ کے اگر بولے ہے
یہ غزل بار بار شبیّر کی سنانا خود کو

مکر کا دور

85

مکر کا دور ہے مکار چمک جاتے ہیں
اور ان کے مکر سے غدار چمک جاتے ہیں

اور اپنے قوم کی جو سادگی ہے کا کیا کہوں
تو ان کے دم سے بد کردار چمک جاتے ہیں

ان کے بہلاوے سے اللہ کے احکام بھولیں
مکر کے تب ہی تو سردار چمک جاتے ہیں

حبِ دنیا حبِ شہوات نے مہمیز کیا اور
ان کے ہونے سے یہ مردار چمک جاتے ہیں

نفس کی خواہش جب بے لگام ہو تو یوں ہو شبیّر
جس سے اس قوم کے بے اعتبار چمک جاتے ہیں

کلامِ خسرو

ابو الحسن یمین الدین امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ان جیسی نابغہِ روزگار، کثیر الجہتی، ہمہ گیر اور متنوع شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کی ایک مشہور و معروف نعتیہ غزل پیشِ خدمت ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ غزل امیر خسرو کے پانچوں دواوین میں نہیں ملتی لیکن یہ بات سب تذکرہ نگاروں میں متفق ہے کہ یہ غزل امیر خسرو کی ہی ہے اور اسکے پسِ منظر میں عالمِ روحانیت کا ایمان افروز واقعہ بھی مروی ہے۔ درج ذیل منظوم ترجمہ اس عاجز کا ہے۔ اس میں بحر اور زورِ غزل دونوں کو اصل کے مطابق قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلے اصل غزل لکھی جائے گی اور پھر اس کا منظوم ترجمہ۔ یہ جامِ عشق نوش فرمائیے۔

نمی دانم چہ منزل بود، شب جائے کہ من بودم
بہ ہر سُو رقصِ بسمل بود، شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود، شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز، او در ناز، من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود، شب جائے کہ من بودم
خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمعِ محفل بود، شب جائے کہ من بودم

کلامِ خسرو کا منظوم ترجمہ: سید شبیر احمد کاکاخیل

86

نہ جانے کیا تھی وہ منزل، گزشتہ شب جہاں تھے ہم
تھے گویا رقص میں سب بسمل، گزشتہ شب جہاں تھے ہم

پری پیکر صنم کا سرو قد اور لالہ گوں رخسار
اڑا جاتا تھا جس سے دل، گزشتہ شب جہاں تھے ہم

رقیبوں کا تجسس وہ سراپا ناز میں خائف
تھا بات کرنا بہت مشکل، گزشتہ شب جہاں تھے ہم

خدا خود میر مجلس لامکاں میں تھے ارے خسرو
محمد تھے شمع محفل، گزشتہ شب جہاں تھے ہم

ہمیں تفسیر مستی کی ملی اور کھل گئیں آنکھیں
غزل یہ وجد کی شبیرؔ نے کی ترجمہ جس دم

اللہ سے ملا دیتے ہیں

87

دل کی دنیا کا کوئی کشتہ کھلا دیتے ہیں
چپکے سے بندے کو اللہ سے ملا دیتے ہیں

دل کی دہلیز پہ دستک وہ کیا دیتے ہیں
اپنے محبوب کا رستہ وہ دکھا دیتے ہیں

ان کی مجلس میں تو جانا ہی تجھے کافی ہو
اپنے ترکش سے وہ خود تیر چلا دیتے ہیں

خواہشِ نفس کا مٹانا ہی تو مشکل تھا یہاں
ان خواہشات کے رستے ہی مٹا دیتے ہیں

جس کو شیطان نے باندھا ہو اپنے جال میں اسے
پھونک کے افسون اسکے منہ سے چھڑا دیتے ہیں

ایسے ہی لوگ ہیں بادشاہ ان کو ڈھونڈ لینا
کامیابی کا ہر اِک گُر وہ سکھا دیتے ہیں

دل سے یاد رکھنا ہے شبیّر وہ مقدس ہستیاں
رنجشیں اپنی واسطے اس کے بھلا دیتے ہیں

دنیائے عشق کی پیاری باتیں

88

عشق کی دنیا کی یہ پیاری باتیں
کرتا رہ چھوڑ دے ساری باتیں

ان کو دیکھو ان کی ترتیب نہ دیکھ
ہیں عجیب لگتی ہماری باتیں

دل ہو مانوس عشق سے اُسکے تو پھر
نہ لگیں نفس کو یہ بھاری باتیں

نفس کے خوش کرنے کو جو باتیں ہوں
کچھ نہیں ہیں یہ بیماری باتیں

دل اگر ساتھ ہو شبیّر تو پھر
رہنے دیں پھر رہیں جاری باتیں

ملا طوافِ وداعی میں پیغام

89

کاش اپنی بھی زندگی بدلے
یہ جو روش ہے ہماری بدلے

ملا طوافِ وداعی میں پیغام
بدلے کب اب اگر نہیں بدلے

ہم نے وعدہ کیا کہ بدلیں گے اب
اس سے قسمت ہماری بھی بدلے

خطرے کا یہ اِک الارم سمجھے
خُو حج کے بعد نہ جس کی بدلے

ہاتھ میں سب کچھ ہے ابھی بھی شبیؔر
جو نہ بدلا ہو وہ ابھی بدلے

منصبِ عشق

90

مطربِ عشق کو ہلاتے رہو
سبقِ عشق دِل میں پہنچاتے رہو

دِل کے تاروں کو اس سے چھیڑتا رہ
یوں نغمے عشق کے سناتے رہو

اس کا پیغام پہنچانے کے لئے
لوگوں کے پاس خوب جاتے رہو

کوئی سنے نہ سنے فکر نہ کر
اپنے ہی ساتھ گنگناتے رہو

غیرتی وہ ہے اس کے غیر سے اب
اپنا دِل خوب بچاتے رہو

دنیائے عشق کی مستی میں شبیرؔ
داؤ پیچ عشق کے سمجھاتے رہو

مرے دل میں تو اب سما جانا

91

مرے سوچوں پہ اب تو چھا جانا
مرے دل میں تو اب سما جانا

نگاہوں میں میرے ہمیشہ تو رہ
نہ خود کو تو اس سے چھپا جانا

جہاں دیکھوں میں تو بس تو ہی تو ہے
یہ دل میں مرے خیال جما جانا

کہاں میں ہوں عارف کہاں معرفت
مگر پھر بھی جلوہ دکھا جانا

گھمایا مجھے اپنے کعبہ کے گرد
قریب لا کے دور نہ کرا جانا

کبھی ہو کبھی نہ یہ ہو مستقل
مرے دل میں اب ایسے آ جانا

وفا کے ترانے سنے ہیں تو اپنا
شبیؔر کو بھی عاشق بنا جانا

طریقِ عشق اور حسین رضی اللہ عنہ

92

شبیر عشق میں اپنا جو سر کٹا کے چلا
طریقِ عشق مومنوں کو وہ بتا کے چلا

کہ زندگی جو ہے تیری ہے فقط اُس کے لیے
اصولِ زیست اِسی پر قدم جما کے چلا

ایک ایک لمحہ زندگی کا اُس پہ قرباں ہو
اپنے آباء کے ساتھ یوں قدم ملا کے چلا

حبِ دنیا کے محل کو کیے تاراج یوں کہ
جو نا سمجھ تھے تو ان کو بھی وہ ہِلا کے چلا

تو بھی شبیّر مسمیٰ بہ اسمِ او بننا
اس طرح تو بھی جا جیسے وہ یہاں آ کے چلا

عشق اور حسین رضی اللہ عنہ

93

حسین عشق کا سردار حسین
حسین فاطمہ کا پیار حسین

حسین نوجوانانِ جنت
کا ہے سردار اور ہے جرار حسین

لفظ شہید کی تشریح حسین
قربان ہونے کو تیار حسین

وہ کہ جانے ضرورتِ امت
ہوشِ دیوانگی کے شاہکار حسین

وہ کہ جانے کہ کرنا کیا ہے شبیرؑ
معرفت کے تھے شہسوار حسین

امام حسین رضی اللہ عنہ

94

ایک ناداں نے حسین کے بارے میں
کہا امام اسے وہ کیونکر کہے

کہا پڑپوتا اس کا تھا جعفر
شیخ امام ابوحنیفہ کے تھے

ہے وہ امام ہمارے فقہ کے
آپ کے بارے میں تھے وہ فرماتے

کہ بس ہلاک ہو جاتا نعمان
گر وہ جعفر کے پاس نہیں ہوتے

اور تھا جعفر کو ملا سب کچھ شبیّر
حسین زین العابدین باقر سے

نامِ شبیر

95

نامِ شبیر نے ہم کو شبیر سے ملایا
آبا کا رستہ جو تھا وہ یوں ہمیں دکھایا

نامِ شبیر نے ہم کو مدہوش کیا یوں کہ
لبریز جو جامِ عشق و محبت تھا وہ پلایا

نامِ شبیر نے ہم کو آگاہ کیا اس راز سے
سینے میں جو آبا کے روزِ ازل سے پایا

نامِ شبیر نے رستہ دل کا بتایا ایسا
جانانِ دل نے دل میں ڈیرا اپنا جمایا

نامِ شبیؔر ہے تفسیر دیوانگی کے ہوش کا
پھیلا سبق یہ خوب اب دل میں یہی ہے آیا

اصلاحِ نفس کا اہتمام

96

نفس کی اصلاح کا جتنا بھی اہتمام ہو گا
دین و دنیا کا ٹھیک اتنا ہی انتظام ہو گا

ہم ہدایت کے ماخذ سے ہدایت لیں گے
دل کی تنویر کا اگر ذکر سے کچھ کام ہو گا

جان اعمال میں اتنی ہی پڑتی جائے گی
جتنا بھی عشق کا ساقی سے لیا جام ہو گا

حبِ دنیا کو اگر دل سے نکالتے نہیں ہم
اس سے جینا ہمارا دنیا میں حرام ہو گا

ہم اگر سستی دکھائیں گے ان امور میں شبیرؔ
فضولیات ہی میں یہ جینا تمام ہو گا

نفس کی اصلاح سے غفلت

97

حیرت ہے نفس کی اصلاح سے کیسے ہیں غافل
بدون اسکے کوئی ہوسکے کیسے واصل

نفس کی اصلاح ضروری از روئے قرآن و حدیث
واسطے اِسکے ہونا چاہیے شیخ کامل

دل اگر ٹھیک نہ ہو قرآن سے ہدایت نہ لے
علم کے ہوتے ہوئے وہ رہے جیسے جاہل

نفسِ امارہ حقیقت ہے ازروئے قرآن
کہ اس کے ساتھ آدمی ہے شر کی طرف مائل

دل اگر چاہے تو تیار نفس کی اصلاح پر ہو
نفس کا کھوٹ دل کی اصلاح میں رہے حائل

عشق کا جام ہی پینے سے دل بنے دلِ شبیرؔ
یہ اگر ہو ماشاءاللہ دور نہیں ساحل

اصلاحِ نفس سے غفلت کے نتائج

98

غزل کی دنیا میں برپا ہے انقلاب آجکل
وارد اشعار ہو رہے ہیں بے حساب آجکل

نفس کی اصلاح سے غفلت کے نتائج دیکھیے
کتنوں کی کتنی ہے حالت خراب آجکل

دل کی دنیا کے لیے کوئی کچھ نہیں کرتا
پوچھنے پہ دل سے نہیں آتا ہے جواب آجکل

دل میں دنیا ہو تو عقبیٰ کو لوگ کیوں کر جانیں
عقبیٰ والے نظر آئیں زیرِ عتاب آجکل

حق کو باطل، باطل کو حق سمجھا جاتا ہے یوں
کہ الٹا ہی نظر آئے اپنا نصاب آجکل

دل کی دنیا کے بنانے کی جو محنت ہے شبیرؔ
جاری رکھنا ہے اور اپنا بھی احتساب آجکل

میرے اشعار

99

مِرے اشعار سے کوئی اگر ہٹائے نظر
کیسے اِس میں جو ہے موجود وہی پائے نظر

یہ جو اشعار ہیں الہامی ہیں مُؤثّر ہیں
صرف اتنا تو ہو کہ کوئی ان پر جمائے نظر

دل کو جو راہ ہے اسی راہ کے نقیب ہیں یہ
اس راہ کی جو بھی گھاٹیاں ہیں وہ دکھائے نظر

جذب کے آثار اِن اشعار میں ملیں گے انہیں
سن کے ممکن ہے دل سے ہوک اٹھے ہائے نظر

اتنا ارزاں نہ کرو اِن کو اُن کے واسطے شبیّرؔ
جو اِنکے سننے سے کسی طرح بچائے نظر

تصور کی نرالی دنیا

100

یہ تصور کی جو دنیا ہے نرالی دنیا
گر تصور ہو سُہانا ہے سُہانی دنیا

تھوڑا جنت کے تصور میں ذرا ڈوب جانا
کیا مزیدار ہے مستقبل کی ہماری دنیا

سارے اعمال جو ہمارے ہیں خود ہو جائیں ٹھیک
بس صرف دل سے نکالنی ہے یہ فانی دنیا

دل کو اللہ سے مانوس اگر کر لو گے
تو تیرے سامنے ہے تیری روحانی دنیا

ہو اگر اس سے کچھ اعراض تو پھر دیکھ لینا
ہے اچکنے کو پھر تیار شیطانی دنیا

وہ ہی کامیاب ہے شبیّر دو جَہاں میں بس
جس نے کھیتی ہے آخرت کی بنائی دنیا

تصور میں علاج

101

تصور ہی تصور میں علاج اپنا ذرا کر لو
ہے مرنا سب کو، اب تم بھی تصور میں ذرا مر لو

ذرا دیکھو کہ ہے میزان کھڑی اور روزِ محشر ہے
ہے پلڑا بھاری کونسا اپنا اس سے بھی ذرا ڈر لو

یہ جو شیطان نے منصوبے تجھے لمبے سکھائے ہیں
پتہ کیا ہے تجھے مرنا ہے کب، اس سے اسے دھر لو

تجھے موقعے یہاں کتنے ملے ہیں نیکی کرنے کے
انہیں اب استعمال کر دامن اس سے خوب بھر لو

ذرا دنیا میں واپس آ کے لوگوں سے ذرا ملنا
کہ جو ہے خیر اُن میں لو، کسی سے کوئی نہ شر لو

کہیں اب دیکھنا تجھ کو نہیں شبیرؔ، ہے وہ موجود
وہ کافی ہے تجھے ہر چیز میں اب اُس کا ہی در لو

تصوف عملی ہے

102

جو ہو دشمن ازلی اس کو منا لینا کہاں
باتیں پھر اس کی اپنے دل میں جما لینا کہاں

تم تصوف کو بھی کیوں نظری سمجھتے ہو دوست
یہ عملی ہے اس کو نظری بنا لینا کہاں

شیخ پر کھول دے امراض دل کے جو بھی ہیں
جو معالج ہو مرض اس سے چھپا لینا کہاں

دنیا کو ہاتھ میں لے کر برتنا ہوتا ہے
ٹشو پیپر ہے اس کو دل میں سجا لینا کہاں

عشق بس ایک سے ہوتا ہے اُس سے ہی کرلو
جو ماسوا ہیں ان کو دل میں بسا لینا کہاں

اچھی اچھی جو ہیں باتیں اوروں کی لے لے شبیؔر
جو ہیں گڑبڑ کسی کی ان کو اپنا لینا کہاں

اعتدال

103

اصلاحِ نفس کا بنیادی نکتہ ہے اعتدال
آپ کی سنت میں اعتدال کا پاؤ گے کمال

میں یہاں آیا نفس کا مارا سر جھکائے ہوئے
کاش سنت پہ آؤں اور مرا ٹھیک ہو حال

نہ میں بے فکر رہوں اور نہ وہمی میں بنوں
نہ نفس سستی کرائے، نہ پکڑے شیطان کا جال

نہ میں شہوات کے افراط کا ہو جاؤں شکار
اس کی تفریط میں پڑ کر نہ ہو جاؤں میں ضال

غضب کے گھوڑے پہ سوار تباہ ہو نہ جاؤں
نہ زندگی میں میں اپناؤں جو جبن کی ہے چال

عقل کا غرہ بھی رستے سے نہ ہٹائے مجھے
اور کہیں چھوڑوں نہ جو اس کا ہے جائز استعمال

بس اک اللہ ہی ہے جو دے دے مجھے اس در پر
رسول اللہ کی سنت ورنہ میری کیا مجال

واسطہ ان کو ان کے محبوب کا دے دوں میں شبیؔر
کہ بنے حُسنِ عمل میرا جو ہے حُسنِ مقال

عشق اگر دعویٰ ہے تو عمل اس کی دلیل ہے

104

دل محبت سے ہے مجبور روئے گا تو سہی
جسم بھی عشق میں اُن کے کچھ گھلے گا تو سہی

عشق دل میں ہو، اثر اس کا جسم پر کچھ نہ ہو
کیا یہ ممکن ہے سمجھدار سمجھے گا تو سہی

اُن کو جن سے ہے تعلق اُن کی غفلت دیکھ کر
جو بھی عاشق ہوگا اُن کا وہ کُڑھے گا تو سہی

جس کے دل میں اُن کی تھوڑی سی بھی محبت ہو
اُن کی سنّت پر یقیناً کچھ چلے گا تو سہی

عشق میں ڈوبے جو اشعار شبیؔر کے ہیں پڑھ
لا محالہ اثر ان کا کچھ پڑے گا تو سہی

دیدِ قصور

105

فخر احوال پہ نہیں، فخر اعمال پہ نہیں
مجھ سے ناچیز کو فخر اپنے کسی حال پہ نہیں

اور اللہ کی رحمت سے مایوسی کیسی؟
سوچتا شیطان کے مایوسیوں کے جال پہ نہیں

سادہ مومن ہوں میں ایماں کو سلامت رکھوں
نظر رکھتا ہوں اب اپنے کسی کمال پہ نہیں

خدا کے دین کو اپنا کمال کیسے کہوں؟
مری توبہ! نظر ایسی کسی خیال پہ نہیں

مجھ کو اللہ حفاظت میں اپنی رکھے شبیرؔ آمین
بھروسہ اُس پہ ہے، اِس اپنے قیل و قال پہ نہیں

سالک مجذوب سالک

106

جہاز اڑنے سے پہلے ٹیکسی کرے
اور اس کے بعد خوب اڑان بھرے

بعد ازاں جب پہنچے منزل پہ
ٹیکسی کرے جب زمیں پر اترے

اس طرح ابتدا میں طے ہو سلوک
اس سے آگے سفر جذب رہے

بعد ازاں ہو نزول عروج کے بعد
جذب سے تکمیل سلوک کی ہو چلے

شیخ کا ماننا شبیرؔ اس میں ہے
خود سے یہ کام نہیں ہو سکتے

ہمت

107

ہمت کو جو اختیار میں اختیار کرے گا
وہ کام کے لیے خود کو تیار کرے گا

ہمت سے کام لینا ہے اختیار میں مدام
گو ابتدا میں ہوتا ہے مشکل بہت یہ کام
تب پہلے تکلف سے ہی چلتا ہے اس کا کام
آسانی کا البتہ پھر ملتا بھی ہے انعام

ہاں قدر اس کی پھر دلِ بیدار کرے گا
ہمت کو جو اختیار میں اختیار کرے گا

اچھے برے کا فیصلہ ہو بس علم سے حاصل
دل جب دلِ بیدار ہو، ہو حق کا وہ قائل
ہمت سے علم پر عمل پہ پھر ہو وہ مائل
اصرار اس پہ کرنے میں مشکل نہ ہو مشکل

پھر بعد میں حق خود ہی ان سے پیار کرے گا
ہمت کو جو اختیار میں اختیار کرے گا

اخیار کریں ہر کام میں اس قانون کو جاری
ابرار شیخ کی مان لیں کوشش ہو یہ ساری
شطاریہ پر شیخ کی محبت ہو جو طاری
یہ تینوں اگر دیکھو تو بات مانیں ہماری

شبیرؔ اہلِ حق اس کا اظہار کرے گا
ہمت کو جو اختیار میں اختیار کرے گا

ہے تری رحمت زیادہ

108

اپنی کوتاہیوں پہ ہے مجھے خجلت زیادہ
مگر یہ جانتا ہوں ہے تری رحمت زیادہ

ہم کہاں تجھ سے محبت کا کریں گے دعویٰ
ہے حقیقت تجھ کو ہے ہم سے محبت زیادہ

ایک دشمن ہے ہمارا بھی ہے اور تیرا بھی
اس کو ہم دونوں سے بہت ہے عداوت زیادہ

وہ نہ چھوڑے ہے کہ تیرے ہی بنیں سارے ہم
واسطے اس کے کرے ہے یہ شرارت زیادہ

نفس اپنا جو امارہ ہے وہ بھی مانے نہیں
وہ بھی مانگے ہے ہر آن جاہ و مال لذت زیادہ

اپنی سی تو ہے کچھ کوشش کہ بچیں ان سے ہم
اس میں پر چاہیے کہ ہو تیری نصرت زیادہ

گر مدد تیری نہ ہو ہم رہیں شرمندہ محض
ہو مدد تیری، ہے اس کی ہمیں حاجت زیادہ

ہم پناہ چاہتے ہیں شیطان سے الٰہی ترے ساتھ
اور مانگتے ہیں کہ ہو نفس کی تربیت زیادہ

واسطے اس کے ذکر اللہ کی ہو کثرت کی توفیق
اور ساتھ دے دے صالحین کی صحبت زیادہ

ہو اپنے شیخ کی ماننے کی بھی توفیق شبیرؔ
اس کی بات پر ہو عمل اس کی ہو ہمت زیادہ

عاجزی

109

کام کرنے کا کیا خوب سلیقہ ہے عاجزی
اللہ سے لینے کا طریقہ ہے عاجزی

شیطان نے تکبر کیا خود کو کیا تباہ
بے شک کہ اولیاء کا رستہ ہے عاجزی

جھگڑے ہوں اس سے ختم، امن کو ملے رستہ
جنت کا اس زمین پہ نقشہ ہے عاجزی

اخلاقِ ذمیمہ کی اگر جڑ ہے تکبر
کتنی سعادتوں کا ذریعہ ہے عاجزی

اللہ کی عظمت کا ہے ادراک عاجزی
تو اس لیے خیروں کا سلسلہ ہے عاجزی

شبیؔر کو بھی اپنی عاجزی ہو اب نصیب
کتنی بڑی تیری یہی عطا ہے عاجزی

ہمارا اصولِ تصوف

110

اپنے اصولِ تصوف میں کچھ بیان کروں
اس میں جو کچھ ہے وضاحت سے وہ عیاں کروں

اپنا اصولِ تصوف ہے شریعت پہ عمل
کسی اور چیز سے کیوں کسی کو میں حیران کروں

جن میں وسعت ہے وہ وسعت انہیں مبارک ہو
معذرت کرکے عذرِ تنگی داماں کروں

کچھ تو ہو لوگ جو شریعت کو بنائے معیار
جو مختلف ہیں ان پہ بھی اچھا گماں کروں

جو تصوف ہے ہمارا وہ طریقے ہیں صرف
جن سے لوگ آئیں شریعت پہ یہ اعلان کروں

یہ طریقے ہوں مختلف اختلافِ طبعی
صرف تدریج ہی ہے جو اسکا عنوان کروں

حق کو حق سمجھے اور باطل کو بھی باطل ہر مرید
کمی عمل میں گو برداشت حسبِ امکان کروں

اپنے دوستوں کے لیے عرض ہیں یہ اشعار شبیرؔ
جو باقی لوگ ہیں ان کو میں کیوں پریشان کروں

وہی جیسا چاہے تو لکھے قلم وہ

111

خدا جب اتارے کلام اپنے دل پر
اثر نہ کرے دل پہ وہ پھر کیونکر

وہی جیسا چاہے تو لکھے قلم وہ
تو اس سے کیا ہوگا اور کوئی بہتر

وہی چاہے اُس کی محبت کی باتیں
یہ بن جائے اُس کی محبت کا مظہر

کہیں ہم، سنے وہ، جو چاہے وہ کر دیں
تو کیسے خدایا یہی ہوگا منظر

شبیؔر باتیں کرنا محبت کی اُس کی
کوئی بھی کرے چاہے نہ کوئی باور

جب ہو مدد خدا کی

112

بجلی گرائے کوئی بھی ہم ڈر نہیں سکتے
جب ہو مدد خدا کی وہ کچھ کر نہیں سکتے

کردے ہمیں قبول خدا گو کہ خلق کے
پورے توقعات پر اتر نہیں سکتے

جو زخم بے عملی ہماری دے گئی ہمیں
وہ طفل تسلی سے ہماری بھر نہیں سکتے

عالی جو مضامین بزرگوں کے تھے اپنے
کیوں دل میں اب ہمارے یہ اتر نہیں سکتے

دنیا کی محبت میں فنا ہوگئے شبیؔر
جو رب کی محبت میں کبھی مر نہیں سکتے

اظہارِ محبت

113

دل اُس کی محبت میں گرفتار ہوا ہے
تب سے وہ اُس پہ مرنے کو تیار ہوا ہے

کیسے کہوں پر اِس کے بغیر چارہ بھی نہیں
کہتا ہے دل کہ اُس سے مجھے پیار ہوا ہے

صحت کسے کہہ دیں؟ اور صحت مند کون ہے؟
کہہ دو جو اُس کے عشق میں بیمار ہوا ہے

اعراض جس نے اُس کی محبت سے کیا ہے
واللہ یہ کہہ دوں کہ بہت خوار ہوا ہے

اشعار میں ترتیب کیا شبیؔر میں لاؤں
بس اُس کی محبت کا یہ اظہار ہوا ہے

اصلی شکر

114

شکر ایسا ہو کہ منعم کو بھی تو پا جائے
سب کچھ اُس کا ہی ہے دل میں خیال آجائے

تو نہ اِترائے اِس پہ یہ کہ ہے کمال یہ ترا
کسی طرح تو اپنے آپ کو یہ سمجھا جائے

پھر اِس میں حق جو ہے منعم کا اُس کو یاد رکھے
خلاف اس کے جو ہے تو اسے دبا جائے

اور یہ کہ تو نہیں قابل کہ اُس کا شکر کرے
کرلو اپنی سی یہ کوشش ہی اُس کو بھا جائے

اور اصلی شکر نعمتوں کا ہے شبیؔر یہ ہی
کہ اپنا دل جو ہے منعم پہ ہی وہ آجائے

شکر کیسے کروں؟

115

شکر کرنا بھی میں چاہوں تو شکر کیسے کروں
نعمتیں گن نہ میں سکوں تو شکر کیسے کروں

مرا بال بال زبان بن کے کرے شکر اس کا
اسی نعمت کو جو دیکھوں تو شکر کیسے کروں

اپنے اعمال کو دیکھوں اس پہ یہ فضل اس کا
اور اس پر بھی مزید لوں تو شکر کیسے کروں

خود حفاظت میں ہے رکھا اور سلسلہ اپنا
اس کی تائید سے چلوں تو شکر کیسے کروں

بڑا دربار ہے یارب میں کہاں اور یہ کہاں
منہ اٹھائے یہاں آؤں تو شکر کیسے کروں

یہی کم مائیگی شبیؔر کی قبول ہو بس
پھر بھی میں سامنے اس کے ہوں تو شکر کیسے کروں

جذباتِ شکر

116

اپنے جذبات شکر کے ادا میں کیسے کروں
وہ جو دیتا ہے دمادم اس پہ چپ کیسے رہوں

وہ عنایات پہ عنایات ہی دیتا جائے
اور اِس طرف یہ خطائیں ہیں تو اب کیا میں کہوں

سر مرا شرم سے جھکا اُس کے سامنے تو ہے
وہ ہے مالک میں ہوں بندہ، پر میں بندہ تو بنوں

اُس طرف سے ہے حقیقت میں پیار کی باتیں
اس طرف باتیں ہی باتیں اور میں کیا کر سکوں

کاش دل سے جان لوں اس کو اور مان لوں اس کا
اس واسطے اُس کے ہی محبوب کا دامن پکڑوں

زندگی اِس میں ہی اپنی بس گزر جائے شبیرؔ
کٹ کے تلوار سے عشق کی اُس کے، پھر اُس سے ملوں

عشق کے دو طرق: صبر اور شکر

117

صبر میں دل کو تو راضی بہ رضا پا جائے
تو کہ بندہ ہے، وہ مالک، سمجھ میں آ جائے

لَوٹنا اُس کی طرف ہے دل کی حالت دیکھو
پا میں لغزش نہ ہو، ہمت اپنی دکھا جائے

عین مصیبت کے وقت صبر کا انعام ہے یہ
اپنی رحمت کی وہ چادر تجھے پہنا جائے

تو سرفرازِ ہدایت بنے اِس صبر کے ساتھ
جو ہے رحمت کی گھٹا وہ بھی تجھ پہ چھا جائے

ورنہ بے صبری سے کم ہوتی مصیبت تو نہیں
الٹا آئینۂ قسمت اپنا گہنا جائے

صبر اور شکر دو طرق ہیں اس کے عشق کے شبیؔر
عشق ہی بے صبری و ناشکری کو جلا جائے

زندگی

118

زندگی برف کی مانند پگھلتی جائے
اور شمع عمر کی بھی یوں ہی سُلگتی جائے

جو عقلمند ہیں وہ کام ان سے لے لیں خوب
ورنہ کم عقلوں پر تو ویسے گزرتی جائے

نیک لوگوں کے لئے نیک کام آسان ہوں مزید
اور بدکاروں کو بدی میں شہ ملتی جائے

قلب میں الہامِ الٰہی کی کرے قدر جو بھی
توفیق نیکی کی اس کو اور اور ملتی جائے

اور برائی کی جو آواز پہ لبیک کہے
کشتی پھر اسکی برائی پہ پھسلتی جائے

ہاں مگر صحبتِ صالح کا اثر اور ہے شبیؔر
اس کے ہوتے حالت روز روز سنبھلتی جائے

آج کی بات

119

سہولتوں کی جو دنیا ہے داغدار ہے آج
ہر اِک دنیا کی محبت کا جو بیمار ہے آج

مال ملتا ہے کسی کو طلب مزید ہو اس کی
نفس لوگوں کا کیونکہ شُتر بے مہار ہے آج

اس کی اصلاح کے لئے جو کوئی بھی سوچتا ہے
وہ دوسرے لوگوں کے حق میں تو گنہگار ہے آج

آج گناہوں سے تو بچنا ہے بظاہر مشکل
وہ بھی اچھا ہے جو گناہ پہ شرمسار ہے آج

نام لیتا ہے محبت سے جو زباں سے شبیرؔ
کیوں نہ میں یہ کہوں کہ اس سے بہت پیار ہے آج

یہ وقت کام کا ہے

120

وقت آرام کا نہیں ہے یہ وقت کام کا ہے
خود کو اور سب کو بچانے کے انتظام کا ہے

اب گناہوں سے ساتھیوں کو ہے بچنا لازم
فتنوں کا دور ہے شریعت کے احترام کا ہے

نفس کے جال بہت سخت ہیں آجکل دیکھو
دور پینے کا اِس کے واسطے عشق کے جام کا ہے

لوگ دیکھتے ہیں کہ کیا چیز ہے ہمارے ساتھ
مجھ کو تو فکر یقیناً اپنے انجام کا ہے

ہر طرف دجل اور فریب سے بھر گئی دنیا
جتنا بھی ہوسکے تو اس کے روک تھام کا ہے

قربِ مہدی ہے اور دجال کا بھی خروج ہے قریب
دجل کی انتہا میں فکر خاص و عام کا ہے

ذکر سے خود کو مسلح کرو شبیرؔ ہر وقت
کیونکہ شیطاں کا ارادہ تو بڑے دام کا ہے

قلم قریب ہو

121

قلم قریب ہو وارد کہیں نہ در آئے
لکھنا لازم ہے کلام جب زبان پر آئے

یہ امانت ہے خیانت سے ہے بچنا لازم
لینا پیغام اِس میں کوئی اگر نظر آئے

ہم کوئی چیز نہیں، کیا ہے حقیقت اپنی
کیوں ہوں محروم کوئی اُس سے تحفہ گر آئے

حال جب دل کا بنا ہو تو ہوں الفاظ مختلف
جو ہوں الفاظ اس میں اس حال سے اثر آئے

دین اُس کا ہے اُس کی دید کو آنکھیں ترسیں شبیّر
کیف کے الفاظ میں سامنے جب کوئی منظر آئے

فیضانِ نسبت

122

بیٹھے ہیں پہلو میں دادا کے ہم آرام کے ساتھ
فکرِ فردا میں ہیں مشغول عشق کے جام کے ساتھ

بیٹھ کے یاں ہوا وارد یہ اچانک شبّیؔر
دل میں اللہ ہو مشغول ہوں دین کے کام کے ساتھ

جام بھی، پیغام بھی

123

جس نے دیا ہے جام مجھے کہہ اس نے دیا پیغام میں
پی کر یہ رہنا ہوش میں ہے کچھ بھی نہ خلل ہو کام میں

اس عشق نے سنوارا دل مرا اور اس سے اعمال مشکل نہ رہے
پختہ رہے آثار اس کے گو کہ بہت ہوں خام میں

اس عشق سے روشنی دل کی ہے اور اس سے پہنچ منزل کی ہے
پر اس کا طریقہ اور ہی ہے صبح کی ہے ملتا شام میں

نفس کو تو پسند آزادی ہے اور اس سے ہی بربادی ہے
دل کی ہو خواہش یہ کہ رہوں میں اس کے ہمیشہ دام میں

یہ عقل ہو ایمان سے اگر، ہو اس کی ہمیش خدا پہ نظر
نفس کو دبا جائے ہمیشہ عشق کے احترام میں

پیغامِ محبت سے دیوانگی، ہوش ہو فکرِ آگہی سے
شاہراہِ محبت پر ملے شبیؔر وہ اس کلام میں

اک بار ہی ملتی ہے زندگی

124

گزرے بھلی اک بار ہی ملتی ہے زندگی
اچھا ہے یہ سادہ ہو تکلف سے ہو بَری

صبر شکر سے گزرے گزرنا نہ ہو مشکل
تر ہو زبان ذکر سے دل میں ہو تازگی

دل عشقِ الٰہی سے ہو بھرپور ہمیشہ
اور ذہن منور رہے ہو فکرِ آگہی

ان سب کا اثر اعمال پہ ہو نظر آتا
یہ ٹھیک ہوں اور وقت بھی ضائع نہ ہو کبھی

دل کو بنا شبیرؔ پھر اس سے پوچھ پوچھ کے چل
فرض علم سے آگاہ ہو تو ہر کام ہو صحیح

کچھ سرزنش کچھ نصیحت

125

ان کو ہی دینا ہے جن کے لیے کہا جائے
اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کیا جائے

یہ جو تقسیم کی ڈیوٹی ہے بہت نازک ہے
حسبِ موقع بس اعتدال پہ رہا جائے

اپنی مرضی سے بولنا بھی نہیں ہے اس میں
وہی بولے کہ جس کا بولنا بتایا جائے

اپنی مرضی سے کوئی چیز بھی نہیں سننا ہے
وہی سننا ہے جو وہاں سے سنایا جائے

بس آمَنَّا وصَدَّقْنَا کا حال جم جائے
جب تک نہ ہو تو یہ بزور جمایا جائے

مانگنا ایک ہی سے ہو

126

بے عزتی ہے جو مخلوق پہ نظر رکھے
خدا کے واسطے ہی ہو اس پر اگر رکھے

مانگنا ایک ہی سے ہو وہی دے سکتا ہے
پر تعلق اُس کے اسباب سے برابر رکھے

جو ہے مخلوق ہے محتاج تجھے کیا دے گی
تو تو بس ایک ہی کے در پہ اپنا سر رکھے

سارے ڈر چھوڑ کے یہ دیکھ کہ وہ ناراض تو نہیں
اُس کی ناراضگی کا ہی تو دل میں ڈر رکھے

جتنا رہنا ہے وہاں اور جتنا ہے یہاں پر
تو انتظام ان میں دونوں کا اس قدر کر رکھے

مقطعِ عشق سے گرما دے یہ غزل شبیرؔ
لفظ اللہ ہی کا نام تو دل پر رکھے

دنیا یا آخرت

127

زیاں ہو دنیا کا جب آخرت کی چاہت ہو
اور آخرت کا ہو دنیا کی جب محبت ہو

ایک نقصان ان میں ہونا لازماً ہو جب
آخرت کا نہ ہو اس کی نہ کبھی جرأت ہو

یاد ہوں لذتیں جنت کی نعمتوں کی تجھے
جس وقت پیشِ نظر یاں گناہ کی لذت ہو

بے عزتی خدا کے سامنے ہو پیشِ نظر
تجھے مطلوب کبھی جب یہاں کی عزت ہو

ہو خرچ گناہ میں جب مال تو وبال ہے یہ
خدا کے واسطے خرچ ہو تو یہ ہی نعمت ہو

کسوٹی دل میں ہو دنیا اور آخرت کی ہمیش
حق کی جانب ترا دل ہو شبیؔر اور ہمت ہو

چھوڑ دے

128

اپنی پاکی پہ جو ہے نظر چھوڑ دے
اُس کی پاکی کا دِل پر اثر چھوڑ دے

گندگی اپنے دل کی تو سامنے رکھے
البتہ مایوسی کو مگر چھوڑ دے

جو بھی اُس در سے موڑے ترا دِل تو پھر
بچنے واسطے تو وہ راہ گزر چھوڑ دے

اُس کا ہونا ہے اور کرنا اُس کے لئے
جو اِس میں حائل ہو جو تو وہ در چھوڑ دے

تو بنے اُس کا تو وہ بنے گا ترا
ماسوا کا شبیؔر اب تو ڈر چھوڑ دے

اُس پہ ہے اعتبار بہت

129

نفس کا مارا ہوں ہے دامن مرا تار تار بہت
دل بھی دنیا کی محبت سے ہے بیمار بہت

نفس و شیطان نے ہے ہر طرح سے گھیراؤ کیا
ان کے ہیں جال، میں اس میں ہوں گرفتار بہت

اپنا ٹوٹا ہوا دل سامنے اُس کے ہے رکھا
جانوں کہ اُس کو ازل سے ہم سے پیار بہت

نفس و شیطان مجھ کو مایوس نہیں کر سکتے ہیں
پھر بھی اُس کا ہوں گو انہوں نے کیا خوار بہت

دل کی آواز ہے توبہ سے اُس کو راضی کروں
گو کہ آواز نہ نکلے، ہوں شرمسار بہت

اُس کا ہوں اُس کو نہ چھوڑوں میں کسی حال میں شبیرؔ
وہ ہی کھینچے مجھے اس پہ ہے اعتبار بہت

مجاہدۂ نفس

130

نفس نہ چاہے مجاہدے کی راہ
خواہشیں اِس کی کریں تجھ کو تباہ

یہ وہ چاہے جو ہو مرغوب اِسے
چاہے اِس سے ہو تجھ کو کتنا گناہ

ظلم اِسکا پھر چار وانگ پھیلے
مارے تجھ کو کسی مظلوم کی آہ

کرنا قابو ہے اِس کو ہر حال میں
چاہے وہ مال ہو یا ہو جاہ یا باہ

اِس کو ہر حال میں مجاہدے سے
قابو کرنا پڑے گا خوب گاہ گاہ

اب دوبارہ مجاہدے کے طریق سے
ہو مزین ہو شبیؔر ہر اِک خانقاہ

مجاہدہ کا طریقہ

131

نفس کو کہنا مجاہدے کو مان
تاکہ قابو میں رہے یہ ہر آن

چھوٹ دینا اسے مصیبت ہے
یہ راہ اگر ہے تو راہِ تاوان

شیخ اب تیار مجاہدے کے لیے
کرے مرید اس کا ہو اعلان

ہاں مگر ضعف ہے قویٰ میں تو
کروائے اور چھڑائے نگران

اس طرح باری باری ہوتا رہے
مجاہدے میں بھی باقی رہے جان

حُبِ شیخ اور ذکر کے دوام سے
شبیرؔ ہو جائے طریق یہ آسان

کیفیتِ احسان

132

جان لے جان ہی سے ہے جان میں جان
یعنی مطلوب کیفیتِ احسان

ہو فضائل اور مسائل پہ عبور
اور اس پہ بھی، ہیں تیرے دو جہاں

ہے یہ قرآن میں اگر قلب نہ ہو درست
تو ہدایت نہ کرے پھر قرآن

واسطے اس کے ذکر خوب کرو
سمجھو دنیا میں ہو دو دن مہمان

نفس کو قابو مجاہدے سے کرو
واسطے اِسکے اپنے شیخ کی مان

یہ مشقت کرو برداشت شبیرؔ
کہ اُس جہان میں رہے تو فرحان

مجاہدہ اور مشاہدہ

133

مشاہدہ مشاہدہ، مجاہدہ مجاہدہ
مجاہدہ ہے نفس کا اور دل کا ہے مشاہدہ

شیطان ہے شیطان ہے دشمن ہے ازلی اپنا
خدا کے لیے اِسکے ساتھ اپنا ہے مقابلہ

اصلاحِ نفس ضروری ہے دل بھی ہو منور اپنا
اسکے لئے ہو شیخ کے ہاتھ پر پکا معاہدہ

کہتے ہیں اس کو بیعت، کرنے والا ہوتا ہے مرید
مرید اپنی اصلاح کے لیے کرتا ہے پھر رابطہ

مجاہدہ سے نفس کے پرزے ہوتے ہیں ڈھیلے بہت
یہ مانتا ہے آسانی سے پھر دین کا ہے جو ضابطہ

مجاہدے اور ذکر سے اصلاح ہوتی ہے شبیؔر
تو غور سے کر ان کے قوانین پھر ملاحظہ

سفید بال

134

سفید بال ہوئے جاتے ہیں
کچھ تو یہ بھی ہمیں بتاتے ہیں

وقت جانے کا ہے قریب آیا
رستہ جانے کا کچھ دکھاتے ہیں

اور جو شیاطین ہیں وہ ہمیں ہر وقت
لوری غفلت کی اک سناتے ہیں

اور قرآن کی آیات ہمیں
اپنی اوقات ہمیں دکھاتے ہیں

اور جو اذکار ہیں ہر اک حال میں
اپنے اللہ سے ملاتے ہیں

اور جو اپنی ہیں سئیات وہ تو
پیچھے پیچھے اور کراتے ہیں

لیکن توبہ کی دو رکعتیں
واپس اپنی حالت پہ لاتے ہیں

اور جو اشعار ہیں شبیؔر کے تو
ہمیں امید کچھ دلاتے ہیں

جان لوں حقیقت اپنی

135

کاش میں جان لوں حقیقت اپنی
اور میں صحیح کروں سمت اپنی

میں ہوں کس کا کون مجھے کھینچے ہے
اب کچھ دکھا بھی دوں جرأت اپنی

ہاتھ چھڑا لوں میں اپنا دنیا سے اب
کچھ بڑھا لوں اس پہ محنت اپنی

نفس جس کو دیکھ کے خوب پھولتا ہے
اب تو کچھ درست کروں حالت اپنی

نفس دبا لوں مجاہدے سے میں
خرچ کروں میں اِس میں طاقت اپنی

ذکر سے دل آباد کرنے سے
کچھ بڑھا لوں روحانیت اپنی

اسی معالجہ روحانی سے
کروں بہتر شبیّر صحت اپنی

امت سے ایک خطاب

136

کیا ہم دنیا میں بس کھانے کے لیے آئے ہیں
یا گلچھرے ہی اڑانے کے لیے آئے ہیں

پیسہ ہی پیسہ ہو مطلوب یاں پر اپنا
کیا صرف مال کمانے کے لیے آئے ہیں

عارضی دنیا کی رنگینیوں میں کھو کے ہم
سر کیا اونچا ہی رکھنے کے لیے آئے ہیں

اللہ والوں سے ہو ملنا بھی تو دنیا کے لیے
کیا بس دنیا ہی بنانے کے لیے آئے ہیں

کفر نے کیا نہ کیا دنیا میں اسلام کے ساتھ
کیا ہم بس جان بچانے کے لیے آئے ہیں

ہاتھ چومتے ہیں خوشامد سے آج ان کے ہم
جو ہمیں آنکھیں دکھانے کے لیے آئے ہیں

بات سننا بھی گوارا نہیں افسوس ان کی
جو ہمیں رب سے ملانے کے لیے آئے ہیں

کچھ کرو اِس پہ زندگی کا کیا بھروسہ شبیرؔ
یہ نہ ہو کہہ دیں بلانے کے لیے آئے ہیں

روحانی سفر کا نقشۂ راہ

137

علم کی روشنی میں دیکھ ذرا کہ تربیت کی اہمیت کیا ہے
اور تربیت سے تو محسوس کرنا کہ اپنے دل کی حفاظت کیا ہے

علم حاصل ہو علماء سے اگر تو تربیت مشائخ سے لے لیں
جان لینا پھر ان سے بعد ازاں کہ حقیقت اور معرفت کیا ہے

پختگی آئے حقیقت سے اگر تو معرفت سے یہ معلوم ہو تجھے
اپنے افکار کی گہرائی ہے کیا اور اللہ کی مشیت کیا ہے

پھر تجھے فقر کی ہو قدر معلوم عاجزی پھر تیرا شعار بنے
قابلیت تجھے مطلوب نہ ہو پھر جان لو جب قبولیت کیا ہے

پھر دیا عشق کا جلے دِل میں اس سے افکار تیرے روشن ہوں
ہوشِ دیوانگی کی فیض سے شبیؔر یہ سمجھنا کہ ہدایت کیا ہے

تلخ باتوں کا مزہ

138

دعائیں شیخ کی ہم چاہتے ہیں تلخ باتوں کا مزہ اور ہی ہے
ان کی شاباش تو محبوب ہی ہے کچھ نہ کرنے کا گلہ اور ہی ہے

جو کہ دریائے محبت ہے اسکی جو ہے تیراکی وہ ملے ہم کو
ایسے دریائے محبت میں ہمیں کبھی ملے جو دھکا اور ہی ہے

جمالِ شیخ ہمیشہ جو رہے اس سے بدہضمی بھی ہو سکتی ہے
جلالِ شیخ کے ملنے سے اس کے تلخ ہونے کا قصہ اور ہی ہے

ترشیِ محبوب کی باتوں سے ملے ہضم کے واسطے اکسیر بنے
شیخ کی ترش و تلخ باتوں سے جو فائدہ ہے ملا اور ہی ہے

شیخ کی نرم نرم باتوں کا جو ہو عادی انہیں بتا دے شبیرؔ
جو دھلائی کرے تو اس سے پھر جو ہے ہوتا وہ بھلا اور ہی ہے

خبر دار

139

شیخ کہے کچھ اور نفس کچھ اور کرے
اور اس پر مزید شور کرے

تو ایسے طرفہ تماشا میں پھر
کیا ہو اس پر بھی ذرا غور کرے

نفس دبانے سے دبا رہتا ہے
ڈھیل دینے پہ اور زور کرے

بری خواہش کا ٹالنا بہتر
عمل اچھا ہو تو فی الفور کرے

نفس کی خواہش کی باتیں شیخ کی ٹھیک
اور اصلاح کی بات بور کرے

میٹھا میٹھا تو کھاتا جائے مگر
حکم کڑوا ہو تو اگنور کرے

جب مریدوں کے چلن یہ ہوں شبیؔر
شیخ اصلاح ان کی کس طور کرے

نشۂ دنیا

140

نشے میں دنیا کے جو چور ہوئے جاتے ہیں
اپنے اللہ سے وہ دور ہوئے جاتے ہیں

خوابِ غفلت میں وہ دنیا کے پڑے ایسے ہیں
اپنی دنیا ہی میں مسرور ہوئے جاتے ہیں

خوشی سے چھوڑے آخرت کا جو ہے فوزِ مبین
فوزِ دنیا پہ خوش ضرور ہوئے جاتے ہیں

رہ گیا کچھ جو آخرت کا اس کو بھول گئے
اشیائے دنیا انکی آنکھوں کے نور ہوئے جاتے ہیں

بات آخرت کی ان کو کیسے سمجھ آئے شبیؔر
سحر دنیا سے جو مسحور ہوئے جاتے ہیں

سفرِ حج کی کیفیات

پیار کے رستے کا سفر

141

پیار کے رستے کا پیارا یہ سفر
کتنا پُرلطف ہے ہمارا یہ سفر

اُس کے عشاق کی نقل کرنے
حج کا شروع ہے ہمارا یہ سفر

دل ہے گر آنکھ اُس کے دیکھنے کی
تو اسی آنکھ کا ہے تارا یہ سفر

دل والے جو بھی کہیں رہتے ہوں
ان کے واسطے ہے اشارہ یہ سفر

اُس کو خوش کرنا ہو جس نے بھی شبیّر
اس کا کیا خوب ہے سہارا یہ سفر

شکر ہے آپ کے بلانے کا

142

شکر ہے آپ کے بلانے کا، شکر اِسکا کروں میں کیسے ادا
مجھ سے ناچیز کی پکار پہ بھی جواب دے دیا ہے تُو نے خدا

میں سئیات جمع کرتا رہا، تُو عنایات مجھ پہ کرتا رہا
آپ کے اِس کرم کو دیکھ کہ تجھ پہ ہو جاؤں کیوں نہ پھر میں فدا

حج کا پیارا سفر نصیب کیا، مجھ کو کس پیار سے قریب کیا
وہ ہم سے پیار کرتا رہتا ہے اُس کے ہر پیار کا ہے رنگ جدا

ہو نصیب مجھ کو محبت اُس کی، دل میں موجود ہو عظمت اُس کی
ایسے آثارِ محبت اور ڈر سے جو حاصل ہو، ہے وہی تقویٰ

اِس محبت ہی کے پانے کے لیے، دل میں محبوب کے آنے کے لیے
یہ سفر حج کا ہوا ہے مشروع، اب لگا دے شبیرؔ اسکی صدا

مِنیٰ کو چلنا

143

اب مِنیٰ کو ہے ہمارا چلنا
دل کو اُس کے ہے حوالے کرنا

میں کٹ کٹا کے بنوں اُس کا ہی
ہر وقت اُس کا ہی ہو دم بھرنا

نفس اسماعیل کی صورت ہو ذبح
چھری خُلت کا اِس پہ ہو چلنا

جیسے احرام میں جنایت کا ہے ڈر
جو بھی ہو اِس پہ ہو ہر وقت ڈرنا

وادئ عشق میں دل کا حال ہو وہ
اپنے محبوب پہ جیسے ہو مرنا

ہوش میں رہنا ہے شبیؔر اِس میں
راہِ جذب چھوٹ جائے گا ورنہ

سُرورِ عشق

144

سُرورِ عشق سے مسرور ہوا جاتا ہوں
اور نورِ عشق سے پُرنور ہوا جاتا ہوں

وادیٔ نور میں نورانی ہے ماحول بپا
نفس کے شر سے میں کچھ دور ہوا جاتا ہوں

وادیٔ عشق کے اوقات مجھے جب یاد آئیں
تو اِس کے کیف سے مجبور ہوا جاتا ہوں

عشق کی مے کے لبالب جام سے لبریز ہوئے
اس لئے لمحوں میں مخمور ہوا جاتا ہوں

یہ مِنیٰ کیا ہے عقلِ نفس کی ہے شکست کا میداں
متاثر اِس سے ضرور ہوا جاتا ہوں

اب شبیّر میرا بھی نفس اُس کے لئے ذبح تو ہو
یہی ہے سوچ اِس سے معمور ہوا جاتا ہوں

جمعے کا حج

145

جمعے کا حج ملا ہم کو فضل اُس کا عطا اُس کی
ادائیں فضل کی ہم پر ہوئیں یاں کیا سے کیا اُس کی

فضل اُس کا ہی ہے پیدل کیا جو حج ہوا آساں
کوئی کیا گن سکے یہ مہربانیاں بھلا اُس کی

جو مشکل کام تھے آسان اُس نے کر دیے سارے
جو اِس میں تھی کوئی تکلیف تو تھی یہ چھیڑ جدا اُس کی

ہمیں عشاق کے جو تھے طریقے سے گزروایا
بچایا اس سے جو بھی چھوڑنے کی تھی سزا اس کی

یہ حج کیا ہے یہ دل والوں کے دل کا اک ہے نظارہ
شبیرؔ محسوس کرلے یہ کہ اس سے ہے جِلا اس کی

عشق کی جولانیاں

146

حج کریں جو دیکھنی ہوں عشق کی جولانیاں
اور قبول کرنے کی اللہ کی مہربانیاں

مانگنا خدا سے ہو جب پڑے مشکل کہیں
مشکلوں میں دیکھنا اس کی پھر آسانیاں

مار کنکریوں کو خوب کر ذلیل شیطان کو
یہ ہی تیرا دشمن ہے یہ کرے شیطانیاں

ہے منیٰ اک وادئ عشق تو یہاں ٹھہر کے دیکھ
ذبحِ اسماعیل کی یاد میں قربانیاں

رو کے مانگنا مغفرت اپنی عرفات میں
توبہ کر کے آگے بڑھ چھوڑ نافرمانیاں

راستہ یہ عشق کا ہے پا کے جانا یہ شبیّر
ماننا اِس میں اُس کا، لے چھوڑ دے من مانیاں

حج کی اک کیفیت

147

زخمی پاؤں سے حج تیرے کرنے پہ پیار اُس کو حاجی سنو کتنا آیا ہوگا
ہو مبارک تجھے یہ سفر عاشقانہ
اُس کی توفیق سے ہوگیا تیرا آنا
اِس کی منزل اگر ہے تو ہے اُس کا پانا
یہ مشقت چلن میں چبھے نہ تجھے تو نے اِس پر نہ جانے کیا پایا ہوگا
یہ گلے کی خرابی اور تیری تھکن
اِس سے آسان ہو تیرا اُس سے ملن
تو تجارت نہ کر اُس کا عاشق تو بن
عشق میں اِن تکالیف پر کیا ملے گا اپنے دل نے ہی تمہیں یہ بتایا ہوگا
خانہ کعبہ کا چکر ہوا جب نصیب
اِس سے دل پر پڑے ہے اثر کچھ عجیب
اِس سے ہوتے ہو تم اُس سے کتنا قریب
کتنوں نے اِس چکر کے لگانے سے یوں جانے کیا کیا یہاں پہ کمایا ہوگا
یہ رمی سے ذلیل کرنا شیطان کا
ہے سبب راضی ہونے کا رحمان کا
ایک دن اور ٹھہرنا یہ مہمان کا
یہ طلب کی بڑھوتری سے شبیؔر سن رستہ کتنوں کو اُس نے دکھایا ہوگا

حج ایک البیلی عبادت

148

حج ایک البیلی عبادت ہے مگر
چند باتوں پہ اگر ہووے نظر

جان لیں اِس کے مسائل پورے
اور نظر رکھیں ہم اپنے دل پر

عقل کو کر لیں اُس کے تابع ہم
توڑ دیں اِس میں اپنے نفس کا مکر

آنکھ کا بند کریں غلط استعمال
اپنے محبوب کی یاد میں گم ہو کر

چھوڑ دیں اِس میں فسق و جدل شبیّر
دیکھ لینا پھر اِس کا جو ہوگا اثر

پاؤں پہ چھالے

149

پاؤں پہ چھالے ہیں عشق کی نشانیاں
بوڑھے بھی چلے ہیں مست اور یہ جوانیاں

زور عشق کا خوب تھا نہ پتا چلا تھا کیا
دب گئیں کچھ دن جو تھیں نفس کی من مانیاں

کیسے ہم رہے؟ کیا تھے؟ گویا ایک خواب تھا
جو کیے سفر یہاں اس پہ ہے حیرانیاں

یہ ہی تو وہ کام ہیں جو کریں شیطان کو تنگ
کاش اب مایوس ہوں یہ جو ہیں شیطانیاں

یا الٰہی بار بار حاضری نصیب کر
دیکھ لے شبیؔر بار بار عشق کی جولانیاں

آنکھوں میں بسا لوں کعبہ

150

دل تو چاہتا ہے کہ آنکھوں میں بسا لوں کعبہ
اور اِن سے ہوتے پھر اشعار میں دِکھا لوں کعبہ

کعبہ ہے حسنِ ازل کی ایک چوکھٹ خوبرو
سجدۂ عشق کا سجدہ گاہ بنا لوں کعبہ

ہر وقت اِس پہ رحمتیں کتنی اترتی ہیں
ان رحمتوں کے لیے دل سے ملا لوں کعبہ

غلافِ کعبہ سیاہ پوش نورِ کعبہ کا
رکھوں اس نور پہ نظر دل میں سما لوں کعبہ

دلِ شبیؔر بھی لے لے کاش کعبے کا اثر
جسم گر دور بھی ہو آنکھوں سے میں جا لوں کعبہ

طواف

151

اے دل کہاں طواف میں تھکن کا خیال ہو
پروانہ وار گھومنا ہی تیرا حال ہو

اِس گھر کے ساتھ دل کا لگانا اُسے مطلوب
دیکھے اُسے یہاں کوئی کس کی مجال ہو

چکر ہم اُس کے گھر کا لگا سکتے تو ہیں آج
دیکھنا اُسے اِس زندگی میں گر محال ہو

وہ یاں کے حسینوں میں لگائے گا کیسے دل
ایمان سے جس کو اُس کا مستحضر جمال ہو

تم کس کے کمالات کے دلدادہ بنے ہو
اُس نے ہی دیا ہے شبیرؔ جس کا کمال ہو

رَمی

152

شیطان کو پتھر مارنے سے تجھ کو ملا پیغام کیا؟
کیا اس سے دل سے ناپسند اب تو نے اس کا کام کیا؟

پتھر جو اسمٰعیل نے مارے تھے تو اِس سے کیا ہوا؟
اِس سے اُس نے شیطان کے اغوا کے کام کو ناکام کیا

ہم کو بھی اِس سے یہ مطلب لینا ہے کہ ایسا سوچیں
تب ہی تو اسمٰعیل کے اِس کام کو اتنا عام کیا

ہر پتھر کے مارنے سے یہ سوچنا ہے کہ ہم نے اس کے
جو جال ہے اس کا پھاڑ کر غیر مؤثر اس کا دام کیا

حج کرنے کے بعد غور کریں شبیؔر اور خود سے یہ پوچھیں
جو سامنے آیا تھا حج میں کیا نوش وہ عشق کا جام کیا؟

صفا و مروہ کی سعی

153

صفا و مروہ پہ دوڑے تھے آپ تو کیا پایا؟
اس طرح دوڑنے سے تیرے دل میں کیا آیا؟

دوڑی تھی ماں ہماری ہاجرہ پانی کے لیے
دوڑتے ہم ہیں کس لیے کیا جواب لایا؟

ماں کو زمزم ملا اس دوڑ میں جب فضل ہوا
کیا اس کے فضل کا سایہ کچھ تجھ پہ بھی چھایا؟

ان کو زمزم ملا سیراب جس سے ہوتے ہیں سارے
اب تو بھی بن ان کے فضل کا اک سایہ

پر اس کے واسطے تو دل بنا اپنا اُس کا
کرو تقسیم پھر شبیرؔ جو وہاں سے لایا

پیدل حج

154

ملی پیدل حج کی ہمت، اِس پہ ہے شکر ترا
رہ گئے حج میں سلامت، اِس پہ ہے شکر ترا

جب تھکاوٹ سے ہوئے چُور چُور اِس میں کبھی
تو ملی نیند سے راحت، اِس پہ ہے شکر ترا

حج کے دوران بیماری سے رہے ہم محفوظ
تھی عافیت ہی عافیت، اِس پہ ہے شکر ترا

ہر عمل اِس میں ترے فضل سے نصیب ہوا
ہو گئی ہم سے عبادت، اِس پہ ہے شکر ترا

ہم جو شکر یہ کرتے ہیں اِس پہ ہے شکر ترا
ورنہ کیا جانیں حقیقت، اِس پہ ہے شکر ترا

یہ جو بیماریاں ہیں یہ بھی ترا فضل ہی ہے
جب نصیب اِن سے ہو صحت، اِس پہ ہے شکر ترا

سعیِ مشکور ملے ہم کو اے شبیرؔ ہر دم
اور پائیں یہ قبولیت، اِس پہ ہے شکر ترا

صحبتِ حرم

155

حرم کی صحبتیں ملنے لگی ہیں
ہوائیں رحمتوں کی بھی چلی ہیں

میں بیٹھا ہوں حرم میں ماشاءاللہ
یہ چند جو سعادتیں ہم کو ملی ہیں

الٰہی ضائع نہ کر دیں یہ ڈر ہے
شرم سے آنکھیں اپنی جھکی ہیں

خدایا بار بار آئیں یہاں پر
دعائیں یہ یہاں پر ہم نے کی ہیں

کرم کر یا کریم ہم پر کرم کر
گو اعمال اپنے کچھ قابل نہیں ہیں

جمعہ کے دن شبیؔر بیٹھا یہاں ہے
امیدوارِ کرم ساتھ بھی ہے

حرم شریف میں آخری ایام

156

جمعہ کا دن ہے کعبے کا حرم ہے
یہاں بیٹھا ہوں اور آنکھوں میں نم ہے

شکر جتنا کروں بھی اُس کی دَین کا
قسم ہے کم ہے کم بہت ہی کم ہے

یہاں آتے ہیں کیا لائے ہیں جاتے
یہ اُس کا ہی یہ اُس کا ہی کرم ہے

ہے کعبے کی کشش آتے یہاں ہیں
جو مؤمن ہے، عرب ہے یا عجم ہے

یہاں چند دن ہیں بس دیدار کے واسطے
ابھی سے ہی مجھے جانے کا غم ہے

جو مشغول اُس کی ہے تعریف میں شبیؔر
قبول خوشا نصیب تیرا قلم ہے

بابِ قبولیت

157

حرم پاک ہے مانگیں دعائیں
قبولیت بہ برکت اس کی پائیں

یہاں ملتا ہے یہ دربار بڑا ہے
یہاں پر لینے واسطے جو بھی آئیں

الٰہی اب ہمیں توفیق دے دے
کہ رو رو کر یہاں تجھ کو منائیں

درِ توبہ کھلا ہے سب کے واسطے
آئیں یاں پر گناہ اپنے مٹائیں

دعا کر کہ امت کو خیر ہمیش ہو
یہاں سے سارے اب مغفور جائیں

قبول ہوں ہم، قبول اپنے ہوں اعمال
شبیؔر اِس واسطے اب ہاتھ اٹھائیں

نیتِ عمرہ

158

نیت عمرے کی کی، اللہ اِسے آسان کرے
فضل اِس پر ہم پہ اللہ مہربان کرے

قبول ہو یہ اُس کے در پہ اور ہوں ہم بھی قبول
ہم مساکین پہ اللہ یہ احسان کرے

گناہ کا میل جلانے کی ہے بھٹی عمرہ
گناہ کے دھونے کو دل کیوں نہ یہ سامان کرے

قدم طواف میں اٹھتے رہیں کعبے کے گرد
دل کو یکسو کریں کہ یہ غمِ جانان کرے

حجر ِاسود کے سامنے اِس میں جب شبیؔر جائے
سارا میل دل کا اِس کا پاک رب سبحان کرے

کعبۂ منور

159

کہاں کم مایا شبیؔر اور کہاں کعبہ منور
یہ اِس جہاں میں اللہ کا اک بڑا ہے گھر

میں جو بیٹھا ہوں یہاں اُس کا فضل ہے یقیناً
یہ کرم اُسکا ہے اور اُسکے کرم کی ہے نظر

میں مانگوں اُس سے یہاں بار بار آؤں یہاں
خدا کرے کے یہ کرم بھی ہو جائے مجھ پر

یہ رحمتوں کا خزینہ یہ انوارات کہاں
ہیں برستے ہر وقت اُس کی ہے چوکھٹ اور در

اِس کے گرد پھرنا محبت سے ہے مطلوب شبیؔر
دل سے دیکھوں نا اس طواف کا ذرا منظر

دیدارِ کعبہ کا اثر

160

کاش کعبہ کی حقیقت معلوم ہو جائے
دل یہ چاہتا ہے کہ بس اِس میں ہی دل کھو جائے

یہ جو آنسو نکل آتے ہیں یہاں پر اپنے
کاش دل سے حُبِ دنیا کو مرے دھو جائے

اپنی آنکھوں سے تو دیدار میں کرتا ہو یہاں
کچھ اثر دل کی زمیں پر بھی اپنی ہو جائے

دل جب دنیا سے صاف ہو کر بنے قلبِ سلیم
نفس مطمئن ہو ہر رذیلہ اِسکا سو جائے

کہے شبیؔر یاالٰہی اِس کی برکات ہوں عام
تو ملے اُن کو اس گھر کے قریب جو ہو جائے

میں کعبہ دیکھ لوں دل سے

161

ہے قرب کعبے کا، کر دے اب مجھے تو باخبر دل کا
کہ کعبہ دیکھ لوں میں دل سے، اب دینا نظر دل کا

یہ پھرنا اِس کے گرد کیا ہے، سمجھ لو اب حقیقت میں
طواف کرنے کے ساتھ ساتھ اب تو، لوں اِس کا اثر دل کا

عمل جو بھی کروں، محفوظ رہوں فتنۂ دنیا سے
کہ کچھ ایسا نہ ہو مجھ سے کہ جس میں ہو خطر دل کا

جدل اور فسق سے محفوظ رہوں، یہ ہے حرم تیرا
نہ بدنظری کروں یاں پر کہ، ہے اِس میں زہر دل کا

جنہیں محفوظ ہونا ہو شبیؔر دنیا کے نقصان سے
وہ پکڑے شیخ اس واسطے کہ صحت چاہیں گر دل کا

طواف کیا ہے

162

طواف کیا ہے، اک اندازِ والہانہ ہے
پھرنا کعبے کے گرد بطرزِ عاشقانہ ہے

اپنے محبوب کا دیدار تو وہاں ہوگا
مگر یہاں اِس میں، اِس دل کا اُس پہ آنا ہے

کاش معلوم ہو کہ اِس میں کیا ملتا ہے
ختم ہو اِس میں اپنا طرز جو غافلانہ ہے

حجرِ اسود سے کر شروع اور اِس پہ ختم کرو
سات چکر یہ اُس کے دینے کا بہانہ ہے

دل بادشاہ ہے، اپنا دل یہاں پہ پیش کرو
سبھی کچھ ملے گا، یہ ماحول دوستانہ ہے

عشق میں نام لے زبان سے بار بار شبیؔر
دل کی کھڑکی سے ذرا اُس کی طرف جانا ہے

تجلیاتِ کعبہ

163

قریب کعبہ ہے اس کی تجلیات ہیں نصیب
دور سے ملتی تھیں آج اِن کے ہم ہیں کتنے قریب

الٹے برتن کی طرح دل کا حال تیرا نہ ہو
سیدھا کر اِس کو، دیکھ اِس کے پھر احوال عجیب

خدا کے ذکر پہ رطب اللساں ہو فکر کے ساتھ
دل بھی شامل ہو اِس میں تو بنے یہ قلبِ منیب

حُبِ دنیا ہو اگر دل میں، نکالنا ہے اسے
واسطے اِس کے تجھے چاہیے ہے دل کا طبیب

اپنے افکار سے مزین کرو اشعارِ شبیؔر
اس طرح کام لے اِن سے، بنیں یہ حق کے نقیب

عمرہ حضوریٔ قلب کے ساتھ

164

تھکن سے عمرے میں حضور کہاں ہوتا ہے
جب بشاشت ہو اس میں نور نہاں ہوتا ہے

بہترین وقت اگر ہو بہترین حالت کے ساتھ
تب ہے ملتا یہ انتظام جہاں ہوتا ہے

ہو تھکن جب اثر آتا اس کا اعمال پہ ہے
ایسے اعمال پہ سستی کا گماں ہوتا ہے

جو نوافل ہیں اس میں اس کا خیال رکھنا ہے
ہاں فرائض کا مختلف ہی سماں ہوتا ہے

عشق کی دنیا میں تجمل اپنے محبوب واسطے
ہوتا ایسا ہے جس سے پیِر بھی جواں ہوتا ہے

عشق ہو اور حُسنِ انتظام ہو اعمال میں شبیؔر
ایسے اعمال میں پھر نور پنہاں ہوتا ہے

عمرہ اور نفلی اعمال کا قرینہ

165

نفلی اعمال میں ہے نشاط مطلوب
یعنی فرشتوں کے صفات مطلوب

دل مشوش نہ ہو پریشان نہ ہو
عمرہ میں بھی ہے یہی بات مطلوب

عمل ترتیب اور انتظام سے ہو
جس کو نقصان سے ہو نجات مطلوب

بے انتظامی میں اور گڑبڑ میں
ہے کسی رہنما کا ہاتھ مطلوب

سارے اسباب ہوں پورے بھی شبیّر
ہے اُس کے ساتھ مناجات مطلوب

آماجگاہِ رحمت کعبہ

166

خدا نے کیا ہی خوبصورت انتظام کیا
تجلی کعبے پہ ڈالی طواف کو عام کیا

آماجگاہ بنایا خدا نے رحمت کی
دیں مکمل کیا نعمت کو ہم پہ تمام کیا

خوش قسمتی ہے اس مؤمن کی جو یہاں آئے
جو یہاں ملتا ہے وہ نوش یہاں جام کیا

گزارہ وقت ادب سے جس نے اور قدر بھی کی
اپنے واسطے اس نے واللہ بڑا کام کیا

یہاں گناہ کا اثر زیادہ ہے شبیؔر ڈر اس سے
خوشا نصیب جس نے اس کا اہتمام کیا

حرم میں پاؤں کی تکلیف پر

167

تکلیف پاؤں کی حرم میں مبارک ہو تجھے
یہ ہے نعمت اِس کی تکلیف ترے دل کو نہ چبھے

صبر اِس پہ ہو گر نصیب ہے معیت اُس کی
پر ادب یہ ہے کہ خدا سے عافیت مانگے

جونسی تکلیف تجھے اُس سے ملا دیتی ہو
قابلِ شکر ہے اِس پر تو بہت شکر کرے

عشق میں بس اُس کی طرف دیکھنا لازم ٹھہرا
غیر سے دل اپنا تو خالی ہی رکھے

کیا ہے شبیؔر جو کچھ کہہ سکے حاجی کو مگر
پیش کعبے پہ اپنا دل کرے اگر کر سکے

کعبہ دیکھوں یہاں

168

میں کہاں؟ یہ کہاں؟ کعبہ دیکھوں یہاں
بس رہوں ساتھ اِس کے رہوں میں جہاں

یہ جو رحمت کا میزاب ہے سامنے
اِس کے رخ میں کیا حکمتیں ہیں نہاں

اِس کا رخ کیا اشارہ کرے ہے یہ دیکھ
عالمین کے لیے جو ہیں رحمت جہاں

یہ نشانی خدا کی! خدا کا یہ گھر!
جس طرف آتے ہیں سارے پیر و جواں

دل کو جوڑو شبیؔر اِس سے، لو برقی رو
کہ وہاں بھی رہے دل میں اِس کا سماں

اک محبت کی نظر کعبے پہ

169

اک محبت کی نظر کعبے پہ ڈالو گے اگر
دل کی گہرائی میں اس کا دل پہ پاؤ گے اثر

کعبہ ہے حُسنِ ازل کی اک تجلی دنیا میں
نور کی کرنیں اِس کی جو ہیں ہیں لینا دل پر

کعبہ کے گرد جو پھرنا ہے ترا کیا ہے یہ سوچ
یہ تو محبوب پہ فدا ہونے کا ہے اک مظہر

اپنے باطن کو کرو صاف اس کے باطن کے لیے
ورنہ ظاہر میں نظر آئے بس اِس کا ظاہر

حرم کا چپہ چپہ عشق کی تصویر ہے اک
دل سے پوچھو نا سوچتے ہوئے ہے کس کا در؟

خدا بلند کرے اور بھی عزت اس کی شبیرؔ
خدا کرے کہ دل کو یاد رہے یہ منظر

میزابِ رحمت اور رحمۃ اللعالمین ﷺ

170

جمعہ کی رات ہے، کعبہ ہے، ہم درود پڑھیں
جو کہ فرمائشِ نبی ہے پر عمل کریں

آپ کا حق ہے کہ ہم یاد رکھیں آپ کو ہمیش
اور آپ کی سنتوں پہ ہم بھی زندگی بھر چلیں

سامنے میزاب ہے رحمت کا ہم کہاں ہیں بیٹھے
نور رحمت اللعالمین کا مدینہ سے لیں(1)

خدا کے حکم کو پورا کریں ہر وقت اور ہم
واسطے اُس کے نبی کا طریقہ سامنے رکھیں

کتنا بالا مقام زمین پہ ہے موجود شبیرؔ
گر سمجھ جائے اپنے آپ میں پھر ہم نہ رہیں

---

(1) یہاں ایک نہایت لطیف معنوی ربط کی طرف اشارہ ہے۔ خانہ کعبہ پر نصب 'میزابِ رحمت' کا رخ براہِ راست مدینہ منورہ کی جانب ہے، جو رحمۃ اللعالمین ﷺ کا شہر ہے۔ اس میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے کہ اللہ کی رحمت کا مرکز (خانہ کعبہ) خود اُس ہستی کی طرف رہنمائی کر رہا ہے جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجی گئی۔ گویا، توحید کے مرکز سے رحمت کا حقیقی فیض حاصل کرنے کے لیے رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات ہی واحد ذریعہ اور سمت ہے۔

حجرِ اسود کا ادب اور احتیاط

171

حجر اسود کا چومنا تو مستحب ٹھہرا
مگر فساد سے بچنا پاسِ ادب ٹھہرا

دور سے اس کا استلام تڑپتے دل سے
قائمقام اس کے چومنے کا تب ٹھہرا

یہ رعایت ہے، اس کے لینے میں پھر بخل کیوں
جبکہ گناہ سے بھی بچنے کا یہ سبب ٹھہرا

زور اس پر ہو کہ ہوں اس کے سامنے پاک دل کے ساتھ
اس پہ آنا یوں جب عشاق کا مذہب ٹھہرا(2)

ان حقائق کو اب عوام کے سامنے لائیں ہم
ان کو فائدہ ہو شبیرؔ یہ ارادہ اب ٹھہرا

---

(2) حجرِ اسود جنت کا پتھر ہے۔ حدیث شریف کے مطابق یہ قیامت میں لوگوں کے ایمان کی گواہی دے گا۔ اس کی خاصیت ہے کہ یہ اپنے سامنے سے گزرنے والے کے دل کی حالت کو محفوظ کر کے اس پر ایک مہر لگا دیتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے دل کو دنیاوی خیالات سے پاک اور اللہ کی محبت سے معمور رکھا جائے۔ رش ہونے کی صورت میں اسے چومنے کی کوشش میں دوسرے مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے، جبکہ چومنا صرف مستحب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک مستحب کام کے لیے حرام کا ارتکاب کرتے ہوئے ظلم کی حالت میں آپ کے دل پر مہر لگ جائے، اللہ محفوظ رکھے۔ آمین۔

حجِ اصغر (لبیک سے چشمِ تر تک)

172

چلے ہیں آج صبح دم حجِ اصغر کے لیے
منہ پہ لبیک ہے سبھی، دل پہ اثر کے لیے

اُس کے دربار میں عاجزانہ حاضری کے لیے
تیار ہم ہیں کفن پوش اُس کے در کے لیے

گو کہ ظاہر میں تو چکر سات لگانے ہیں بس
اپنے اِس دل کو جگا دو اُس پہ نظر کے لیے

خوب تعلق ہے بنانا، ہے یہ کعبہ اُس کے ساتھ
دعا نہیں ہے کوئی خاص ہر ایک چکر کے لیے

سارا کہنا نہیں قلم سے، قلم رکھ دے شبیّر
کچھ تو چھوڑنا ہے وہاں بھی تو چشمِ تر کے لیے

نیتِ عمرہ

173

نیت عمرے کی کی، اللہ اسے آسان کرے
فضل ہم پر اس میں اللہ مہربان کرے

قبول ہو یہ اُس کے در پہ اور ہم بھی ہوں قبول
ہم مساکین پر اللہ یہ احسان کرے

گناہ کا میل جلانے کی ہے بھٹی عمرہ
گناہ کو دھونے کا دل کیوں نہ یہ سامان کرے

قدم طواف میں اٹھتے رہیں کعبے کے گرد
دل کو یکسو کریں کہ وہ غمِ جانان کرے

حجر اسود پر حاضری شبیؔر کی ہو یوں
سارا میل دل کا اِس کا پاک رب رحمان کرے

اُس کا انعام

174

آخری عمرہ اختتام ہوا
اس سال کا، اُس کا یہ انعام ہوا

فضل اُس کا تھا کہ سب ٹھیک ہوا
کہ اپنے وقت پہ ہر اک کام ہوا

کتنوں کو آنے کی توفیق ملی
کتنوں پہ اُس کا فیض عام ہوا

خیر ہی خیر ہے ہر اک وہ کام
جس کا بھی خیر کا انجام ہوا

کتنا اچھا رہے شبیؔر کا کام
پختہ اِس سے اگر وہ خام ہوا

غمِ فرقت

175

فراقِ کعبہ میں بیٹھا ہوں سر جھکائے ہوئے
نظر وداعی ہے، بادل ہیں غم کے چھائے ہوئے

خدا کرے کہ نہ ہو آخری آنا مرا آج
طلب نگاہ میں ہے، دل میں وہ سمائے ہوئے

دل رو رہا ہے محبت میں آج کعبہ کے
لرز رہے ہیں ہونٹ فرقت کا غم چھپائے ہوئے

یہ جو نقشہ ہے مجازی ہے حقیقت میں بس
اک تسلی ہے محبت کی دل پہ آئے ہوئے

کیا ہے موجود ان پروانوں کی مثال دنیا میں
گرد کعبہ کے ہیں چکر جو بھی لگائے ہوئے

عقد کی دنیا کی یہ نادر مثال دیکھ شبیرؔ
تو نے جانا ہے آج یہاں سے زخم کھائے ہوئے

نظرِ وداعی

176

مکے پہ ڈال وداعی اِک نظر
آنا ہوگا یا نہ اس کی کیا خبر

یہ ہے اِک شہر مہبطِ انوار
دیکھنے واسطے دل بیدار ہو مگر

یہاں نیکی ہے ایک لاکھ گنّا
وہ بھی گناہ ہو گیا ہے اگر

وقتِ رحلت توبہ کرنا ہے یہاں
ہم گناہ گاروں کے لئے بہتر

اہلِ دل خوب اس کو جانتے ہیں
کہ مختلف شبیرؔ ہے یہ نگر

اساسِ دین (بزبانِ فارسی)

177

مرکزِ وحدت و توحید کعبة الله است
مرکزِ رشد و ہدایت رسول الله است

چوں می خواہم ہدایت از خدا مشکل ایں نیست
من که دارم در دست کتاب، کتاب الله است

در ایں دنیا چه می دانی خوش بختیِٔ مؤمن
او که تقویٰ ہمی دارد، او ولی الله است

ما را قربانی برائے دِین مشکل کجا است
من که دارم جد از اجداد ذبیح الله است

خُذْ كِتَابَ اللهِ بِقُوَّةٍ وَخُذْ هُدَايَةً مِنْهُ
فہم قرآن و تربیت از رجال الله است

چه می دانی شبیّر گفتن غزل در فارسی شبیّر
ایں یقیناً برکت از نور بیت الله است

اساسِ دین (بزبانِ اردو)

178

ہمارا مرکزِ توحید تو بیت اللہ ہے
مرکزِ رشد و ہدایت تو رسول اللہ ہے

خدا نے بھیج دیا ہے جو ہدایت کے لیے
رسول کے ساتھ اک کتاب کتاب اللہ ہے

ہم کیوں نہ دِین کے لیے جانیں قربانی دینا
اپنے اجداد میں اک جد جو ذبیح اللہ ہے

پوچھنا خوش بختی کیا مؤمن کا ہے اس دنیا میں
وہ اگر تقویٰ بھی رکھے تو ولی اللہ ہے

خُذْ كِتَابَ اللهِ بِقُوَّةٍ وَخُذْ هُدَايَةً مِنْهُ
پکڑ اس واسطے جو یکے از رجال اللہ ہے

کیا جانے شبیؔر تو فارسی میں غزل کہنا
یہ برکت اس نور کا ہے جو نورِ بیت اللہ ہے

سبیل پر جھپٹنے کا منظر

179

سبیل عزت سے کوئی ہاتھ میں دے، لینا سنت ہے
مگر اس پر جھپٹنے کی تجھے حاجی کیا حاجت ہے؟

نہ رکھ دل میں کہ دوسرا دے تمہیں، دینے کا عادی بن
کر اختیار سیر چشمی، اِس میں ہی دیکھ تیری عزت ہے

یہ حج ہے فرض امیروں پر، امیر تُو تھا تَو تب آیا
مگر حیرت ہے دل میں کیوں تیری دوسروں کی دولت ہے

نظر اللہ پر رکھنا وہی دیتا ہے سب کو جب
تُو اس کے سامنے ہی روئے تَو اچھی تیری حالت ہے

خدا کر دے معاف یاں کے گناہ جانا مدینے ہے
مدینے کے لیے شبیرؔ بس میں سوئے رحلت ہے

حج پر بدلنے کی سعادت

180

مبارک ہو تجھے رکھنے کا چہرے پر یہ سنت کی
مبارک ہو تجھے حج پر بدلنے کی سعادت کی

ہے مشکل گو ہمارے ہاں بدلنے کا جو ہے رجحان
یہ مشکل پاٹنے کی ہو مبارک اور ہمت کی

فضل رب کا ہوا تجھ پر، ملی سنت رسول کی جو
پتا کیا ہے کہ یہ کام اُس کے ہاں ہے کتنی قیمت کی

خدا سے مانگنا یہ سلسلہ آگے بڑھے تیرا
ہمیں احساس ہوجائے مزید اِس کی ضرورت کی

ملی اُس کو سعادت جس نے بھی سنت کی راہ لے لی
کرے اختیار شبیرؔ جو اُس نے اپنے ساتھ محبت کی

کعبے کا نظارہ

181

فضل تیرا ہی ہے ہوں دیکھتا کعبے کا نظارہ
خدایا ایسا بن جاؤں کہ تجھ کو میں لگوں پیارا

بچانا مجھ کو شیطاں سے کہ ہے پیچھے پڑا میرے
مدد تیری نہ ہو تو یہ نہ مجھ کو لُوٹ لے سارا

نفس میرا ہے سرکش، ہو خدایا تربیت اِس کی
میں جانوں کامیاب وہ ہے کہ جس نے اِس کو سنوارا

میں عاجز تیرے در پر بار بار آنا یہاں مانگوں
کھڑا میں تیرے در میں تنم فرسودہ جاں پارہ

طفیل اِس رحمتوں کے گھر کے، مانگے تجھ سے یہ عاجز
ترا بندہ بنے یا رب ہمیش شبیؔر بیچارا

حرم کے مزدور

182

آج مزدور حرم کے دیکھے
کچھ تو جاگے اور کچھ لیٹے

تھکے ہارے سب بوٹ اتارے ہوئے
کچھ سو رہے تھے اور کچھ بیٹھے

کچھ کر رہے تھے باجماعت ناشتہ
اور کچھ کھا رہے تھے تنہا تھے

ایک رنگ کپڑوں میں ملبوس تھے سب
جدا جدا تھے سب کے رنگ اپنے

کاش ان کو قریب کرلیں ہم
کہ ہر اک ان میں صحیح دِیں پہ چلے

ہاتھ مزدور کے چومے ہیں آپ نے
کیوں سنتیں نہ اپنا لیں آپ کے

حرم پاک کی اِس قربت میں
کوئی مزدور فیض سے محروم نہ رہے

راہ ادب کی حرم کی جانے ہر ایک
اور مطابق اِس کے وہ کام کرے

یہاں کی قرب کی نماز کے لیے
پاکی ناپاکی کو وہ خوب جان لے

اِن کے یاں رہنے پہ شبیؔر پھر تو
بلاشبہ ہر ایک پھر رشک کرے

استغفراللہ

183

کلام کوئی صحیح گر نہ ہو استغفراللہ
کوئی دلیل کسی پر نہ ہو استغفراللہ

میں ہوں عاجز اور گنہگار، خدا معاف کرے
اور گناہ زیادہ مگر نہ ہو استغفراللہ

عشق میں الفاظ کا چناؤ ہے مشکل جب بہت
اِس سے پیدا کوئی منکر نہ ہو استغفراللہ

جو حق ہے اُس پہ ہی قائم رہوں، باطل چھوڑوں
باطل کا کوئی بھی اثر نہ ہو استغفراللہ

دل مرا اُس کی ہی جانب محوِ پرواز رہے
ذہن مرا اِدھر اُدھر نہ ہو استغفراللہ

یہ جو اشعار ہیں سنانا ریا میں آئیں نہیں
اِس سنانے میں کوئی شر نہ ہو استغفراللہ

یہ قلم ہو جائے قبول بدرگاہِ اُو
قلم شبیّر کا ستمگر نہ ہو استغفراللہ

عوارضِ اعمال کا تریاق

184

کام کریں لوگ جب اُس کام کے فضائل جانیں
ٹھیک ہوتے ہیں وہ جب اُن کے مسائل جانیں

جان پڑتی ہے اُن میں جب ہوں محبت کے ساتھ
پر ضرورت اِس امر کی کہاں جاہل جانیں

نہ مسائل کی ہو تحقیق، نہ دِل ہو بیدار
ہوں کام خراب سب جب اِن کو مکینیکل جانیں

بھیڑ کی چال جب چلتے ہیں لوگ تو کیا ہو پھر
ایسے لوگ حق کیا جانیں اور کیا باطل جانیں

اور کچھ لوگ جو کاٹتے ہیں اصل لوگوں سے
اُن کی صحبت کو تو بس زہرِ ہلاہل جانیں

یہ جو اشعار ہیں شبیؔر کے اِن میں خوب غور کریں
ان عوارض کا یہ تریاق سوئے منزل جانیں

فکرِ دانا دلِ بینا دے دے

185

یا الٰہی فکرِ دانا دلِ بینا دے دے
جس سے ہم ٹھیک ہوں سارے وہی نسخہ دے دے

مجھ کو ظلمت کی تمناؤں سے دوچار نہ کر
جس میں بس تُو ہی تُو ہو وہ مجھے دنیا دے دے

کسی گمراہ کے پیچھے نہ لگوں، بچ جاؤں
جو مجھے تجھ سے ملا دے وہ مسیحا دے دے

ہو میرے دل سے مستفاد عقل میری اب
دل جس سے صاف ہو، محبت کا وہ شعلہ دے دے

بیٹھا مسجدِ نبوی میں ہے شبیؔر اِس وقت
طفیل اِس کے اُس کو قرب تو اپنا دے دے

عشق کا نور

186

عشق کا نور نفس کی خشکی کو جلا دیتا ہے
اور یہی نور پھر اللہ سے ملا دیتا ہے

جذب اِک جست میں طے کروا دے فاصلہ کتنا
ٹھیک ہو گر تو جہنم سے بچا دیتا ہے

دین کے اعمال نہ کرنا قلندری نہیں ہے
جو قلندر ہو وہ دنیا کو ٹھکرا دیتا ہے

نفلی اعمال کی کثرت کو نہیں کرتا ہو
دل کی دنیا میں مگر دھوم مچا دیتا ہے

دل کو تُو عشقِ الٰہی سے آباد کر شبیرؔ
یہی اِس دل کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے

گفتار سے کردار پر لانے کی محنت

187

منہ پہ الفاظ ہیں مگر فکر حقیقت کی نہیں
چاہیے اصل ضرورت صرف صورت کی نہیں

دل میں ہو حبِ حقیقی اِس مدینے کی ہمیش
محض گفتار مدینے کی محبت کی نہیں

کس طرح حبِ رسول اُن کی مانی جائے گی
گر میسر کسی کو اتباع سنت کی نہیں

آپ نے مانگی ہے خدا کی محبت اور اُنکی
کرتے خدا سے محبت باہ، مال، عزت کی نہیں

اور پہنچائے جو اللہ کی محبت تک کی
توجہ کیوں ان چیزوں پر ہے اب امت کی نہیں

شبیؔر جس سے ہو فائدہ سارے اعمال میں تو
کریں کیوں فکر ہمیشہ ایسی محنت کی نہیں

دارالعمل ہے یہ دنیا، جان لے بچھونا نہیں

188

ہے تو مشکل مگر جہاز میں آج سونا نہیں
نیند کی وادی جو ہے، اِس میں آج کھونا نہیں

حج کے اعمال کر کے خوش خوش آرہا ہے، نماز
ضائع تو کر کے نیکیوں کو آج دھونا نہیں

مجاہدہ ہے ہمارے لیے، مجاہد بن
دل میں سستی کی یہ شاخ آج ہی سے بونا نہیں

دلِ بیدار سے کام لے کے خود کو کر بیدار
ورنہ غفلت سے جو نقصان ہو اُس پہ رونا نہیں

ایسے اعمال سے ترقی بہت ہی ہووے شبیؔر
دارالعمل ہے یہ دنیا، جان لے بچھونا نہیں

جہاز میں فرض نماز کی فکر میں مجاہدہ

189

نیند اس حال میں بہت پیاری ہے
جو تھکن خوب ہم پہ طاری ہے

کر لے برداشت آج خوب ڈٹ جا
مجاہدہ یہ اضطراری ہے

نیند سے بچ سکے اگر اِس میں
تو اِس میں جیت پھر ہماری ہے

لے مدد اِس میں خدا سے دعا سے
کام بے شک یہ بہت بھاری ہے

آج شبیؔر کا قلم دیکھو
کس روانی سے آج جاری ہے

نماز کے انتظار میں اجر

190

نماز کے انتظار میں اجر ہے نماز کا جب
یہ انتظار مزید اُسکی رضا کا ہے سبب

جو مشکلات اِس نماز میں آجاتی ہیں
مجاہدہ ہے خوش مزید ہوتا ہے اِس پہ رب

ایک پریشانی سی دِل پہ رہے سارے سفر میں
کیا خبر وقت نماز کا مجھے ملے گا کب

نفس اِس پہ چیخ اٹھے کر نہ سکے اِس میں کچھ
کیونکہ یہ دِل ہے کہ پنہاں ہیں اِس میں اُس کی طلب

ایسے اوقات مبارک سفر میں ہو جائیں
کہے شبیؔر ملے ایسے بار بار روز و شب

کعبہ آنکھوں میں، دل میں مدینہ

191

دل مضطرب ہے یاں سے کہ آج جا رہا ہوں میں
یادیں یہاں کی دل میں پر سما رہا ہوں میں

اک تار محبت کی دل کے ساتھ ہے ہمیش
یہ تار ہی دل کے ساتھ تو جڑوا رہا ہوں میں

کعبہ مری آنکھوں میں ہو اور دل میں مدینہ
گو جا رہا ہوں دل کو یہ سمجھا رہا ہوں میں

ہے عشق کی داستان سفر نامہ یہاں کا
یہ اس لیے تو شوق سے لکھوا رہا ہوں میں

حبِ الٰہی دل میں ہو حبِ رسول کے ساتھ
تب سچا مسلماں رہوں بتا رہا ہوں میں

اس کے بغیر جو بھی ہیں اعمال ہیں چھلکے
شبیرؔ کا ہے مضموں یہ اس پہ آ رہا ہوں میں

کشمیر میں محبت کا اک سفر

اے وادئ کشمیر

192

خوبصورتی میں دنیا کی بنے تو جنت نظیر
اے وادئ کشمیر اے وادئ کشمیر

سر سبز پہاڑوں کا تو مسکن ہے دل فریب
ہے اس لیے تو ہند تری زلف کا اسیر

نام لیوا خدا کے ترے باسی ہوں تو پھر کیوں
پنڈت جی بتاتے ہیں ترے خوابوں کی تعبیر

باسی ترے گر دل میں بسائیں فقط اللہ
کیونکر تری آزادی میں پھر ہو سکے تاخیر

دل میں ہو خدا ان کے تو خوبصورتی تیری
بن جائے بندگی کی ان کے واسطے تدبیر

ہر فرد ترا یاد سے اللہ کی ہو سرشار
اس واسطے آتا ہے بار بار یاں شبیرؔ

وادیاں عشق کی

193

ہیں بہت سامنے وادیاں عشق کی
محنتیں عشق کی گرمیاں عشق کی

عشق کیا ہے یہ سمجھانا ہم کو ذرا
بات سمجھاوے ہم کو یہاں عشق کی

عشق راستہ ہے اک پُرخطر سا مگر
قدر ہے بھی بہت ہی وہاں عشق کی

عشق دل سے ترے گند نکالے بہت
یہ کرامت زبردست ہے جان عشق کی

عشق اُس کا اگر تجھ کو حاصل رہے
پھر تو اور کچھ نہ کر، بات مان عشق کی

ہوشِ دیوانگی کو شبیرؔ آگے کر
ہے حقیقت کچھ اِس میں نہاں عشق کی

وادئ کشمیر میں ایک دعا

194

خدایا فکر مجھے فکرِ آخرت دے دے
دو جہاں میں مجھے تو عفو عافیت دے دے

مجھ کو دنیا کی محبت سے نکال یا الٰہی
دست امداد بکشا اپنی محبت دے دے

جانتا ہوں جگہ تیری رضا کی جنت ہے
مجھ سے راضی ہو رضا کی جگہ جنت دے دے

مرے آنکھوں کو زبان کو اور کانوں کو کہوں
بے حیائی سے الٰہی تو حفاظت دے دے

مرِا دل کھول دے ہدایت کے لیے اور تقویٰ
نصیب کر مجھے اِس پر استقامت دے دے

جو کہ اوصاف ہیں عالی ترے نبی کے خدا
طفیل اُن کے مجھے صدق و امانت دے دے

اپنی جان مال وقت اولاد پیش کرنے کی
یا الٰہی اس زندگی میں تو طاقت دے دے

اور سب سے ہے بالا شبیؔر کی یہ دعا
یا الٰہی قبولیت دے دے

تائیدِ الٰہی حاصل کر

195

تائیدِ الٰہی حاصل کر، حاصل ہو تو پرواہ نہ کر
لوگوں سے کبھی ڈرا نہ کر، سامنے ان کے رویا نہ کر

جب اللہ کی تائید ہو تو اس پر ہی بھروسہ رکھنا ہے
لوگوں کے سامنے ہاتھ اپنے کبھی بھی پھیلایا نہ کر

جتنا ہو بس میں وہ کرنا، آگے کی توفیق مانگ اس سے
کام کرنا اطمینان سے ہو، تنگ دل تو کبھی بھی ہوا نہ کر

راہِ عشق ہے اس پر چلنا عاشق ہی اچھا جانتا ہے
عاشق بن اس عشق کی راہ میں کبھی بھی گھبرایا نہ کر

جو مانے اس کا فضل سمجھ، جو نہ مانے آزمائش ہے
ناکامی سے گھبرانا نہیں، کامیابی پر اِترایا نہ کر

کشمیر کی وادی وسیع تو ہے شبیّر پر اس میں پھرنا ہے
مولا کی مدد کو ساتھ لے کر پھرنا ہے رک جایا نہ کر

دینی کام کے رہنما اصول

196

جو دور ہم سے ہیں اُن کو نہ دور اور کریں
اُن کو اپنا بنانے پر بھی ذرا غور کریں

کام حکمت سے ہو یہ ہو تو پھر کچھ کام کریں
نہ ہو اگر یہ تو پھر مفت میں نہ کچھ شور کریں

موقع ملتا ہے کسی کو قریب آنے کا
ملے اگر تو عمل اِس پر پھر فی الفور کریں

جوڑ کا وقت ہے اب توڑ کا سوچنا بھی نہیں
جوڑ ہونے نہ دیں فتنے پھر اور زور کریں

شبیؔر ٹوٹا ہوا دِل یہ قیمتی ہے بہت
اِس کو کھو کر نہ خود پہ خود ہی ظلم و جور کریں

خیرِ پنہاں

197

فیصلہ رب کا ہے عجیب پر تُو کیا سمجھے
تُو نے چاہا، نہ ہوا، پھر بھی تُو ادا سمجھے

ساتھ دیا نام مگر راستے میں ساتھ نہ رہا
یہ تصرف تھا اُس کا اُس کی ہی عطا سمجھے

کچھ تو مشکل تھی مگر تُو نے تَو پرواہ نہیں کی
دی آسانی ہے اِس سے خیر ہویدا سمجھے

کیا فیصلے ہیں سوہنے کے ہم کیا جانیں
شر کی صورت میں اِس میں خیر ہی چھپا سمجھے

جو بھی شبیؔر معرفت کی ہو دنیا میں مست
اُس کے ہر فیصلے کو خیر بے بہا سمجھے

ہم اُس کے بنیں، وہ ہمارا بنے

198

سفر اک مبارک تمام ہوگیا ہے
بفضلِ خدا اپنا کام ہوگیا ہے

کیا تو اُسی نے ہے سارا یہی
مگر مفت میں اپنا نام ہوگیا ہے

یہ دنیائے عشق کی جو ضربیں لگیں
یہ اُس کی محبت کا جام ہوگیا ہے

کیا خوب دنیا میں رونق لگی ہے
یہ میخانہ عشق کا جو عام ہوگیا ہے

ہم اُس کے بنیں وہ ہمارا بنے
شبیرؔ یہ سبق صبح و شام ہوگیا ہے

طریقِ نجات

199

رب کے بے انتہا ہیں احسانات
اور ہیں بے انتہا اپنی حاجات

چاہیے رب سے ہی مانگیں سب کچھ
یہ راہ سیدھی اور طریقِ نجات

کتنی قسمیں گمراہیوں کی ہیں
کتنی فضول اپنی خواہشات

جو ہمیں راہ سے بے راہ کر سکیں
بچا سکیں اِن سے تو اُس کی ذات

کلمہ توحید کا پڑھ کے آگے بڑھ
راہِ سنت لے دے شیطان کو مات

واسطے اُس کے ہاتھ پکڑ شیخ کا شبیؔر
کہ رہیں اچھے تب تیرے حالات

راہِ عبدیت

200

توحید کے ساتھ ہم سنت پہ چلیں
فقہ کی راہ ہدایت پہ چلیں

نفس و شیطان سے بچنے واسطے
شیخ کے ساتھ راہِ تربیت پہ چلیں

چار باتیں یہ اصولی ہماری
اس سے ہی راہِ حقیقت پہ چلیں

اس پہ ہم آگے اتنے بڑھ جائیں
کہ شاہراہِ معرفت پہ چلیں

یہ طریق اپنے بزرگوں کا شبیرؔ
لے لیں اور اس سے عبدیت پہ چلیں

امانتِ ورود

201

یہ ورود کیا ہے واہ سبحان اللہ
اس پہ ہو جائیں ہم قربان اللہ

یہ امانت پہنچانا سب کو ہے
کتنا ہے ہم پہ مہربان اللہ

منہجِ دیوبند

202

توحید، سنت، فقہ، تصوف ہے دیوبند
ان چاروں کا جھنڈا ہے ہمارے یہاں بلند

ان میں ہو کوئی کم تو وہ دیوبندی ہے کہاں
چاروں رکھیں، دیوبندی بننا جن کو ہے پسند

حضرت دامت برکاتہم کی تصانیفِ لطیف

طبع شدہ کتب	زیرِ طبع کتب
1۔ منزل الجدید ﴿عربی﴾	1۔ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
2۔ چالیس حدیث شریف درود و سلام	2۔ لطائف کی حقیت
3۔ مناجاتِ مقبول	3۔ دا فِکر فِکر ﴿پشتو﴾
4۔ شجرہ سلاسل طریقت	4۔ مختصراتِ سلوک
5۔ فہم التصوف	5۔ کراماتِ قلب
6۔ تصوف کا خلاصہ	
7۔ زُبدۃ تصوف	
8۔ شاہرائے محبت	
9۔ حقیتِ جذب وسُلوک	
10۔ فہم الفلکیات	
11۔ میراث کا آسان حساب	
12۔ شاہرائے معرفت	
13۔ دَمینی پیغام ﴿پشتو﴾	
14۔ دَمینی شاہراہ ﴿پشتو﴾	
15۔ سلوک النساء	
16۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی جدید ترتیب	
17۔ فکرِ آگاہی	
18۔ پیغام محبت	رسالہ شاہرائے معرفت ماہانہ

تمام کتب کی پی ڈی ایف ڈونلوڈ لنک: https://www.tazkia.org/ur/books

حضرت اقدس شیخ سید شبیر احمد کا کاخیل صاحب دامت برکاتہم

کی دیگر تصوف کی کتب

ویب سائیٹ : www.tazkia.org

اردو، انگریزی، پشتو اور عربی میں عقائد، فقہ اور تصوف سے متعلق بہت سی معلومات کا خزانہ

(ہفتہ) سلوک سلیمانی و تربیت السالک (پیر) اصلاح و تربیت سے متعلق سوالوں کے جوابات (منگل) درسِ مثنوی

(بدھ) درسِ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ (جمعرات) درسِ سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور مجلس درود شریف

مندرجہ بالا بیانات بعد از نماز مغرب منعقد ہوتے ہیں

(پیر) پشتو بیان بعد از نماز عصر (اتوار 11 بجے دن) خواتین کیلئے اصلاحی بیان

(اتوار بعد از نماز مغرب) فرضِ عین علم (اتوار بعد از نماز عشاء) انگلش لیکچر

(جمعۃ المبارک) کو مجلس درود شریف، ختم قرآن و دعا (بعد از نماز عصر)

اصلاحی جوڑ (ہفتہ عصر سے اتوار کی اشراق تک) ہوتا ہے۔

فون کا وقت دن 2 تا 3 بجے روزانہ، جمعہ کے علاوہ

تمام بیانات ویب سائٹ tazkia.org پر بھی براہِ راست سنے اور ڈاؤنلوڈ کیے جا سکتے ہیں

فون نمبر: 03325289274 / 051-5470582